علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حل شدہ امتحانی پرچہ (گیس پیپر) کورس کوڈ : 452

ابلاغ عامہ سطح : بی اے جنرل

سوال نمبر 1۔ تحقیق کی تعریف بیان کریں اور اس کے مختلف آلات کو زیر بحث لائیں۔ (20)

جواب۔ ابلاغ میں تحقیق کی ضرورت ہر قدم پر پیش آتی ہے۔ اخبارات و رسائل ہوں یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن یا کوئی اور ذریعہ ابلاغ ان سے جو کچھ بھی پیش کیا جائے اس کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ صحت کے لیے تحقیق ضروری ہے۔ تحقیق کی ضرورت واضح کرنے کے لیے مختلف صحافتی مندرجات یا ابلاغی اجزاء کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے

خبریں: خبریں اخبار میں شائع ہوں یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے پیش کی جائیں ان کا صحیح اور معروضی ہونا ضروری ہے۔ بیرونی ملکوں سے متعلق خبروں میں باقی باتوں کے علاوہ ناموں اور مقامات کی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے حوالے کی مختلف کتب دیکھنی چاہئیں مثلاً عربی یا فارسی نام انگریزی میں جا کر کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں۔ فرانسیسی یا جرمن نام انگریزی کے توسط سے آئیں تو ان کا تلفظ تحقیق طلب بن جاتا ہے۔ اگر حوالے کی کتب سے مسئلہ حل نہ ہو تو مختلف ذرائع سے آنے والی خبروں کو بغور پڑھ کر صحیح تلفظ جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنے ملک کی خبریں اگر غیر ملکی زبان کے ذریعے ملیں تو ان میں بھی ناموں اور مقامات کی صحت کے بارے میں تحقیق کرنا پڑتی ہے۔

خبروں کا پس منظر: بہت سی خبریں ایسی ہوتی ہیں جن کا پس منظر دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے تحقیق درکار ہے۔ مثلاً دنیا کے کسی حصے میں ہونے والی جنگ بند ہونے کی خبر انتہائی مختصر صورت میں ملتی ہے۔ اس خبر کو جامع بنانے کے لیے ضروری ہے کہ جنگ کا پورا پس منظر اور فریقین کے بارے میں ضروری کوائف بھی خبر میں شامل کیے جائیں۔ گویا خبر کو جامع بنانے کے لیے تحقیق کی ضرورت ہے کوئی مشہور شخصیت دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے تو تحقیق کے بعد اس کی زندگی کے بارے میں جامع معلومات خبر میں شامل کرنا ہوں گی۔ یہ پبلسٹی اور پراپیگنڈہ کا دور ہے۔ عالمی سطح پر مختلف نظریات اور اقوام کے درمیان آویزش جاری ہے۔ ہر قوم ذرائع ابلاغ عامہ کو پراپیگنڈہ کے لیے بھی استعمال کرتی ہے۔ چنانچہ خبروں اور دوسرے صحافتی مندرجات یا ابلاغی اجزاء کو پراپیگنڈہ اور پبلسٹی سے پاک کرنے کے لیے بھی تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔

اداریے: اداریے افتتاحیوں کی صورت میں ہوں یا شذرات کی شکل میں ان کی اہم معاملات و مسائل پر رائے زنی کی جاتی ہے اخبار میں ادارتی صفحے کو اخبار کی روح کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اداریہ نویس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ بہت وسیع ہو اور وہ مکمل تحقیق کے بعد اداریہ لکھے۔ بعض اوقات اسے مختلف حلقوں، افراد، رہنماؤں یا جماعتوں کی آراء میں کمزوریوں کو واضح کرنا ہوتا ہے۔ غلط باتوں کی نشاندہی کرنا ہوتی ہے۔ اعداد و شمار اور واقعات کی تائید یا تردید کرنی ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ وہ ہمہ دان نہیں ہوتا اس کے اداریوں کی بنیاد تحقیق پر ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے اداریہ نویس کے پاس ایسے ذرائع موجود ہونے چاہئیں کہ وہ جلد تحقیق کر کے زیر بحث مسئلے پر صحیح تبصرہ کر سکے۔ اس دور میں حوالے کتب اور مستند دستاویزات بڑی تعداد میں میسر ہیں۔ انکے مطالعے سے صحیح معلومات میسر آ سکتی ہیں ریڈیو سے خبروں پر تبصرے نشر ہوتے ہیں اور ٹیلی ویژن سے حالات حاضرہ کے پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔ انکی حیثیت اصل میں صوتی اداروں کی ہوتی ہے تبصرے یا بحث کے لیے بھی تحقیق کی ضرورت چنانچہ مبصر کو زیر تبصرہ معاملے پر ہر پہلو سے صحیح معلومات جمع کرنی پڑتی ہیں۔

مضامین: اخبارات میں اداریوں کے علاوہ مضامین بھی شائع ہوتے ہیں جن میں مختلف عصری معاملات و مسائل پر بحث کی جاتی ہے یہ مضامین اخبارات سے وابستہ صحافی بھی لکھتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو مختلف علوم کے ماہر ہوتے ہیں۔ مگر اخبار کے ساتھ ان کی باقاعدہ وابستگی نہیں ہوتی یہ مضامین سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، تہذیبی، تمدنی، تعلیمی، لسانی، ثقافتی، غرض ہر طرح کے موضوعات کے بارے میں ہوتے ہیں۔ اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ تحقیقی مضامین ہوتے ہیں جو متعلقہ موضوع پر تنقیدی مطالعے کے بعد لکھے جاتے ہیں اگر مضمون لکھتے وقت مکمل تحقیق نہ کی جائے اور مندرجات کی صحت کا پورا خیال نہ رکھا جائے تو متعلقہ مضمون پر اعتراضات ہوتے ہیں۔ اخبارات میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ مضامین پوری تحقیق کے بعد لکھے جائیں۔ ریڈیو سے مختلف موضوعات پر ہونے والی تقاریر یا ٹیلی ویژن پر ہونے والے مباحثے بھی تکنیکی اعتبار سے مضامین ہی کی ذیل میں آتے ہیں۔ اس لیے ان کا بھی تحقیق پر مبنی ہونا ضروری ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کالم: آج کل اخبارات میں کئی طرح کے کالم شائع ہوتے ہیں۔مثلاً مذہبی ،مزاحیہ ،ادبی اور معاشرتی کالم وغیرہ اگر چہ کالم نویس کالم اپنے نفرد انداز میں پانے محسوسات ، جذبات اور نظریات کے حوالے سے لکھتے ہیں تاہم ان میں بھی جو معلومات پیش کی جاتی ہیں ان کی صحت کی ضمانت تحقیق ہی مہیا کرتی ہے ۔کالم نویس کو یہ حق ضرور حاصل ہے کہ وہ اپنے منفرد انداز میں کالم لکھے۔اس میں اپنے نظریات اومحسوسات پیش کرنے ۔اپنی رائے کا ظہار کرے۔لیکن وہ جس معاملے ،موضوع اور واقعے کو اپنے کالم کی بنیاد وہ بناتا ہے اس کی صحت کے بارے میں تحقیق ضروری ہے۔اسی طرح وہ اپنے کالم میں جو معلومات اور کوائف پیش کرتا ہے ان کا صحیح ہونا لازمی ہے۔ایسا بھی ممکن ہے کہ وہ کالم پوری تحقیق کرنے کے بعد لکھے۔علم ،ادب ،فنون اور زندگی کے دوسرے مختلف شعبوں کے بارے میں حوالے تحقیق ہی سے مستند بنتے ہیں۔بعض اوقات اخبارات میں ''اعتدار یا تصحیح'' کی صورت میں بعض غلطیوں کا اعتراف کیا جاتا ہے۔یہ غلطیاں اسی لیے ہوتی ہیں کہ بعض اوقات خبروں کو شائع کرتے وقت ضروری تحقیق نہیں کی جاتی۔

فیچر: اس دور میں فیچر نے بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے ۔اردو صحافت میں ''فیچر'' کو بطور خاص نمایاں مقام مل چکا ہے۔ریڈیو ،اور ٹیلی ویژن سے بھی بعض پروگرام اس انداز سے پیش کیے جاتے ہیں کہ وہ صوتی اور سمعی و بصری فیچر کہلا سکتے ہیں۔کالم نویس کی طرح فیچر نگار کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مخصوص اور منفرد انداز میں فیچر لکھے۔لیکن وہ جس موضوع کو بھی فیچر کی بنیاد بنائے اس کے بارے میں صحیح اور مستند معلومات پیش کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔اس مقصد کے لیے تحقیق ضروری ہوتی ہے۔ایک کالم کو تو کسی حد تک شخصی قرار دیا جا سکتا ہے۔اور کالم نویس اگر معروضیت سے کسی قدر انحراف کرتا ہے تو اسے روا سمجھا جا سکتا ہے۔لیکن فیچر لکھنے والا صرف انداز بیان کی حد تک فیچر کو شخصی بنا سکتا ہے۔لیکن فیچر میں دی گئی معلومات کا صحیح ہونا ضروری ہوتا ہے۔اور یہ ضرورت صحت تحقیق کا تقاضا کرتی ہے۔بعض صحافتی مندرجات یا نشری پروگرام ایسے ہوتے ہیں جن کو متفرق قرار دیا جا سکتا ہے۔مثلاً انٹرویو ،مکتوبات ،خطوط بنام مدیر ،ریڈیو / ٹیلی ویژن پروگراموں ،ڈراموں ،ثقافتی تقریبات اور کھیلوں وغیرہ پر مبصرین اپنے اپنے انداز میں تبصرہ کرتے ہیں۔ان سب میں مبصر کا انفرادی رنگ ہو سکتا ہے لیکن وہ کوئی ایسی بات لکھنے یا کہنے کا مجاز نہیں جو واقعاتی طور پر صحیح نہ ہو۔انٹرویو کے معاملے میں انٹرویو کرنے والے اور انٹرویو دینے والے ،دونوں کے لیے تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے۔انٹرویو کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ جو سوال کرے وہ غیر متعلقہ نہ ہو ،غلط معلومات پر مبنی نہ ہو اور اس کے سیاق و سباق صحیح ہوں۔اسی طرح انٹرویو دینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ جو کچھ کہے وہ تاریخی اور واقعاتی لحاظ سے درست ہو۔بعض معاملات میں وہ اپنی مخصوص رائے ،نظریے یا سوچ کا اظہار کر سکتا ہے۔لیکن دوسرے معاملات میں وہ جو کچھ کہے اس میں صحت اور معروضیت کی بنیاد ہمیشہ تحقیق پر ہوتی ہے۔

سوال نمبر 2۔ صحافتی زبان کی خصوصیات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب۔ صحافتی زبان: خیالات ، احساسات اور علم و شعور کا اظہار زبان سے ہوتا ہے۔ یہ ابلاغ کا پہلا وسیلہ ہے۔صحافت کا دارومدار اسی وسیلے پر ہے۔ بہترین ابلاغ کے لیے ضروری ہے کہ زبان کو اس کے طریقے سے استعمال کیا جائے۔صحیح مفہوم کے لیے صحیح لفظ اور صحیح جملے کا استعمال صحافتی تحریروں کی بنیادی کڑی ہے۔جس طرح ہر تحریر ادب پارہ نہیں بن سکتی۔اسی طرح ہر تحریر صحافت کے زمرے میں نہیں آ سکتی۔صحافتی زبان مخصوص انداز کی حامل ہوتی ہے۔خبر صحافتی تحریر کی بنیاد ہے۔گویا 'خبریت' جسے آگے چل کر ہم 'واقعیت' کہیں گے صحافت کی بنیاد ہے۔صحافتی زبان کی بھی یہی بنیاد ہے۔اگر تحریر میں واقعیت موجود نہیں اور محض تخیلات اور تاثرات یا عملی فضائل کا اظہار کر رہی ہے تو اسے ہم صحافتی تحریر نہیں کہہ سکتے۔اس طرح صحافت کا تعلق عام قارئین سے ہوتا ہے۔اس لیے اسے ہر قسم کی ابہام ،تصنع
اور بناوٹ سے پاک ہونا چاہیئے۔گویا ہم صحافتی زبان کی تعریف یوں کر سکتے ہیں۔

''سلیس زبان میں ایسی تحریر پیش کرنا جو واقعیت پر مبنی ہو۔جو ہر قسم کے ابہام اور تکرار لفظی سے پاک ہو اور جس میں انفرادی رائے کا اظہار نہ کیا گیا ہو'

صحافتی زبان کی خصوصیات: ۔اگر صحافتی زبان کی تعریف کی تشریح کی جائے تو اس کی مندرجہ ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں۔

1 - سلاست: ۔صحافتی زبان سادہ اور سلیس ہوتی ہے۔یہ عام قاری کو سامنے رکھ کر لکھی جا سکتی ہے۔اس میں ادبی رنگ اور علمی پیچیدگی ہوتی ہی نہیں اور نہ ہی دستوری اور قانونی اصطلاحات ہوتی ہے۔اگرچہ ابلاغ کا بنیادی وسیلہ زبان ہی ہے لیکن کمزور ترین وسیلہ بھی زبان ہی ٹھہرتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ الفاظ ہمارے جذبات اور تجربات کا علامتی اظہار ہوتے ہیں۔اگر کوئی فرد اپنے کسی مشاہدے یا تعلیمی واردات کو کسی لفظ میں دوسرے کے سامنے پیش کرے تو جب تک دوسرا فرد اس مشاہدے اور تجربے میں سے اسی شدت کے ساتھ نہ گزرا ہو تو وہ لفظ کا وہی مفہوم نہیں سمجھ سکتا۔جو کہنے والے کے ذہن میں ہوتا ہے اس وجہ سے علمی موشگافیوں اور تجربات کے درمیان اختلافات ہیں چونکہ صحافت کا بنیادی تقاضا صحیح ترین اور موثر ابلاغ ہے۔اس لیے صحافی کو وہی لفظ استعمال کرنا ہو گا جو عام سطح پر ہوا اور اس کا مفہوم عام آدمی کے تجربے کی ملکیت ہو جسے ہر آدمی سمجھ سکتا ہو۔یہی سلاست یا سلیس پن کا مفہوم ہے یعنی لفظ کو انہی معنوں میں استعمال کرنا جن میں وہ معروف ہو۔

2 - واقعیت: ۔واقعہ یا خبر صحافت کی بنیاد ہے۔صحافتی زبان کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ واقعی یا حقیقی امور پیش کرتی ہے اس کی تحریر تخیلاتی فضاؤں سے متعلق نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی واقعے کی صحت اور بے لاگ تبصرے ،معلومات ،نام ،اعداد و شمار اور اندازے ،غرضیکہ ہر امر صحیح اور واقعی انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔حقائق کے بیان

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کا نام واقعیت ہے۔

3۔ معروضیت:۔صحافتی زبان غیر جانبدارانہ ہوتی ہے اس میں کسی تأثر ،احساس یا جذبے کو شامل نہیں ہونا چاہیئے ۔واقعات جیسے ہیں ،خبریں جس طرح کی ہیں انہیں اسی طرح انہیں اعداد وشمار کے ساتھ پیش کرنے کا نام معروضیت ہے۔ذاتی خیال ،کیفیات ،تأثرات ،اور نجی رائے کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔اگر چہ اداریے اور تبصرے آراء پر مبنی ہوتے ہیں۔لیکن اس پر بھی معروضیت کا اثر ہوتا ہے۔ان میں پیش کردہ آراء کسی فرد کی ذاتی نہیں بلکہ ایک اجتماعی نقطہ نظر لیے ہوتی ہیں۔ یعنی ان میں رائے دیتے ہوئے یہ دیکھا جاتا ہے کہ مجموعی تأثر یا رائے کیا ہونی چاہیئے ۔اس کو پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس میں اخبار کی جھلک بھی ہوتی ہے مگر یہ داخلی تأثر اور جذبوں سے عاری ہوتی ہے۔پالیسی رائے عامہ کی ترجمان بھی ہوتی ہے اور اس کی تخلیق بھی ،چنانچہ اس کا رویہ معروضی ہوتا ہے۔

اجتماعیت:۔صحافتی زبان غیر شخصی اسلوب میں وجود میں آتی ہے۔اگر چہ کسی زمانہ میں شخصی صحافت کا دور دورہ رہا ہے لیکن اب صحافت ایک ایسا ادارہ بن چکا ہے جس میں فرد کو غالب حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔صحافتی تحریریں کئی لوگوں کی تیار کردہ ہوتی ہیں۔بہت سے دوسرے ان پر نظر ثانی کرتے ہیں اور خبر کئی ہاتھوں سے اور کانٹ چھانٹ کے عمل سے گزرتی ہے۔چنانچہ اس میں انفرادیت کی بجائے مکتب فکر کا اسلوب شامل ہوتا ہے اور یوں اجتماعی اسلوب سامنے آتا ہے۔

5۔ سطحیت:۔صحافتی زبان زود نویسی کی ایک مثال ہے۔صحافی کو روزانہ یا فوری طور پر بہت کچھ لکھنا ہوتا ہے۔دراصل اسے الفاظ کے ذریعے خبر اور اس پر تبصرہ قاری تک پہنچانا ہوتا ہے۔اس کی بنائی ہوئی خبر کی تدوین بھی ہوتی ہے۔وہ لکھنے کے لیے موزوں وقت اور طبیعت کی مرضی کا انتظار نہیں کرسکتا۔چنانچہ کسی گہرے فکری رنگ میں پیش نہیں کرسکتا۔نیز صحافی کو کئی موضوعات پر لکھنا پڑتا ہے۔سیاست ،اقتصادیات ،معاشرت ،جرائم ،عدالتوں اور تقریبات کی خبریں ،تعلیم سے لے کر سائنسی موضوعات پر مضامین وغیرہ۔ظاہر ہے کہ وہ کسی فن کے مخصوص اسلوب کی پیروی نہیں کرسکتا۔فطری طور پر تحریر میں سلاست ،سادگی اور واقعیت کے ساتھ سطحیت کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔

6۔ اختصار:۔ جدید صحافت میں پیش کرنے کے لیے بہت سا مواد موجود ہوتا ہے ان سب کو شائع کرنا یا نشر کرنا ممکن نہیں ہوتا۔انتخاب واختصار پیش نظر رکھا جاتا ہے۔جہاں طویل کلام سے بچا جاتا ہے وہیں تحریر میں سے مثالیں اور تشریحیں قلم زد کردی جاتی ہیں۔

7۔ وضاحت:۔ اختصار کے باوجود صحافتی تحریر میں وضاحت کا عنصر اہمیت رکھتا ہے۔یعنی زبان ہر قسم کے ابہام ،تضاد اور تکرار سے پاک ہونی چاہیئے۔اس میں بیان کیے گئے واقعات ،اعداد وشمار اور خبریں ،معاملات کی پوری پوری وضاحت کی جاتی ہے۔کوئی بات تشنہ نہ رہ گئی ہو۔چونکہ خبروں کے بیان کا اسلوب زیادہ اہم سے کم اہم کی طرف ہوتا ہے۔اس بات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ اہم باتیں نہ رہ جائیں اور تحریر میں ہر بات واضح طور پر پیش کردی گئی ہو۔

8۔ ہنگامی پن:۔ صحافتی تحریر ایک فوری اظہار ہوتا ہے یہ حالات وواقعات کی تازگی کو پیش نظر رکھتی ہے کہ واقعے کی فوری خبر اور اس پر فوری تبصرہ تحریر کو ہنگامی بنا دیتا ہے۔اگر تبصرہ بروقت نہ ہو اور خبر فوراً نہ آئے تو اس کی افادیت ختم ہوجاتی ہے چنانچہ صحافتی تحریر واقعات کا ایک ہنگامی اظہار پیش کرتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعد ازاں یہ اظہار محض ایک رائے بن کر رہ جائے۔اور خبر دراصل کچھ اور ہو اور اس پر تبصرہ محض بعد میں پروپیگنڈہ محسوس ہو۔اس میں کسی طویل ،فلسفیانہ اور عملی غور وفکر کی گنجائش نہیں ہوتی اور نہ تحریر کو خوب بنا سنوار کر اور ادب پارہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔گویا صحافت ارضی اور وقتی مسائل کو زیر بحث لاتی ہے۔

9۔ افادیت:۔ صحافت میں زبان اور اس کی آرائش مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس کی حیثیت محض ایک افادی وسیلے کی ہوتی ہے۔محض مفہوم بیان کرنے کا کام لیا جاتا ہے اس میں زبان ایک باریک چھلکے کی مانند ہوتی ہے۔جسے اتارنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔مفہوم کا منظر صاف نظر آنے لگتا ہے اگر صحافتی تحریروں میں زبان کا افادی پہلو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے تو قاری کی توجہ محض زبان کے رنگین پردے پر مرکوز ہوجائے گی اور مفہوم اس کی نظر سے اوجھل ہوجائے گا۔یا پھر ہوسکتا ہے کہ مفہوم کچھ کا کچھ ہوجائے اس لیے زبان کو محض اپنے بیان کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے گویا زبان کا افادی پہلو ہی ملحوظ ہوتا ہے۔

10۔ معکوسیت:۔ صحافتی زبان خصوصاً خبر کی زبان ترتیب واقعات اور بیان کے لحاظ سے معکوس ہوتی ہے۔عام طور پر کسی واقعے کا بیان آغاز سے انجام تک ہوتا ہے مگر چند کا بیان انجام سے آغاز کی طرف ہوتا ہے۔اس میں پہلے اصل خبر یا اہم ترین واقعہ یا اہم ترین نکتہ یا انجام بیان ہوتا ہے۔اس کے بعد کم اہم اور پھر اس سے اہم معلومات فراہم کی جاتی ہیں یا آغاز کا ذکر ہوتا ہے اس طرح تحریر قاری کے لیے پرکشش بن جاتی ہے۔بڑی تحریروں مثلاً اداریوں فیچر وغیرہ میں یہ معکوسیت ہر نکتے کے بیان پر دہرائی جاسکتی ہے۔

11۔ سنسنی خیزی:۔ جب خبر کی سرخی جمائی جاتی ہے اور معکوسی انداز سے انجام اور نتائج کو پہلے بیان کیا جاتا ہے تو خبریت کے اس انداز میں سنسنی خیزی پیدا ہوتی ہے۔اسے زاویہ کاری بھی کہتے ہیں۔یعنی خبر کو ان الفاظ میں بیان کرنا جو مخصوص تأثر پیدا کریں۔یہ خصوصیت سنجیدہ صحافتی زبان میں کم اور زرد صحافت میں زیادہ نظر آتی ہے۔

سوال نمبر3۔ پاکستان میں قومی ذرائع ابلاغ کا تاریخی جائزہ پیش کریں۔

جواب: پاکستان میں قومی ذرائع ابلاغ کا تاریخی جائزہ:

الیکٹرانک میڈیا:۔الیکٹرانک میڈیا میں ٹیلی ویژن ،ریڈیو اور فلم شامل ہیں۔

ٹیلی ویژن: ٹیلی ویژن ابلاغ عامہ کا جدید اور موثر ترین ذریعہ ہے۔جو اخبارات اور ریڈیو ہر روز کی جگہ لے رہے ہیں۔الفاظ کے ساتھ ساتھ تصاویر بھی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے ،ٹیچنگ وغیرہ ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

دکھائی دیتی ہیں۔ جب کہ ریڈیو میں صرف آواز سنی جاسکتی ہے۔ اور اخبارات میں کسی واقعے کا تاثر پیش کرنے کے لئے لکھے ہوئے الفاظ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ابلاغ عامہ کے لئے ٹیلی ویژن اس وجہ سے زیادہ موثر ہے۔ اس میں انسانی پیغامات کے ذریعے اصل پیغام کو زیادہ واضح انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ رنگین ٹیلی ویژن کی ایجاد نے تصاویر کو زیادہ صاف اور پرکشش بنا دیا ہے۔ پاکستان میں ٹیلی ویژن نہ صرف شہری آبادی دیکھتی ہے۔ بلکہ ملک کے وسیع علاقوں میں بجلی کی فراہمی کے بعد دیہات میں بھی ٹیلی ویژن دیکھنے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔

فلم: فلم اگرچہ جدید سائنسی ترقی کی مظہر ہے۔ مگر درحقیقت یہ قدیم ڈرامے،، رقص اور گانے کا آمیزہ ہے۔ جنہیں جدید سائنس نے باہم مربوط کر دیا ہے۔ فلم ایک ایسا ذریعہ ابلاغ ہے۔ جو تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ دونوں طبقوں میں یکساں مقبول ہے۔ چونکہ فلم دیکھتے ہوئے انسان کے خواس نسبتا زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے فلم کے ذریعے دیا گیا۔ پیغام زیادہ موثر اور دیرپا ہے۔

فلم سازی کی ابتداء: فلم کی تاریخ تقریباً سو سال قدیم ہے۔ اس سے قبل کے ایک سو برس تک فلم کے ارتقاء کے مختلف مراحل طے ہوتے رہے۔ 1889ء میں ایک سائنسدان ٹامیل اے، ایڈیسن نے ایک مشین ایجاد کی جسے کائنٹوسکوپ کہتے ہیں۔ اس مشین سے ایک وقت میں صرف ایک ہی شخص آنکھ لگا کر تصاویر دیکھ سکتا تھا۔ دنیا میں پہلی بولتی فلم 1926ء میں وارنر برادرز نے تیار کی تھی۔ برصغیر میں پہلی باآواز فلم ''عالم آراء'' 1931ء میں بنی تھی۔

ریڈیو: موجودہ دور میں ریڈیو ابلاغ عامہ کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ بطور خاص ایسے ممالک میں جہاں خواندگی کا تناسب کم ہے۔ آبادی دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور عوام کو اخبارات اور ٹیلی ویژن تک رسائی حاصل نہیں تھی۔ ریڈیو ایک ایسی ایجاد ہے۔ جو بغیر کسی رابطے کے لاسلکی کے ذریعے کام کرتی ہے۔

ریڈیو کی ایجاد کا سہرا اٹلی کے ایک سائنسدان ''مارکونی'' کے سر ہے۔ اس نے 1895ء میں لاسلکی پیغام نشر اور وصول کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ آج کل دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں ریڈیو کی آواز نہ سنی جا رہی ہو۔

2) مطبوعہ ابلاغ:

طباعت: طباعت کی ایجاد کا سہرا چینیوں کے سر ہے۔ اور اس کی ابتداء ٹھپے کی چھپائی سے ہوئی۔ دنیا کی قدیم ترین مطبوعہ کتاب لائسی 868ء کو چین کے صوبہ کانسو میں چھپائی چین میں 1014ء میں شروع ہوئی۔ برصغیر پاک و ہند میں طباعت کے بانی پرتگیزی ہیں۔ انہوں نے 1557ء کو گوا میں ایک چھاپہ خانہ قائم کیا۔ جس میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی تھی۔ اب انگریزی، اخبارات میں کمپیوٹر پرنٹنگ کا رواج عام ہے۔ اردو اخبارات بھی نوری نستعلیق کتابت کمپیوٹر کرتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف صرمائے اور وقت کی بچت ہوتی ہے۔ بلکہ اخبارات ورسائل دیکھنے میں دیدہ زیب ہو گئے ہیں۔

قومی زندگی میں پرنٹنگ پریس کا کردار: علم کے فروغ کا بنیادی ماخذ کتاب ہے۔ اور کتابیں اس وقت عام ہوئیں۔ جب ان کی وسیع پیمانے پر ارزاں اشاعت ممکن ہوئی۔ پرنٹنگ پریس کی بدولت نہ صرف اخبارات رسائل، کتابچے چھپیں بلکہ شادی کارڈ، عید کارڈ، پولسٹر وغیرہ تقسیم ہوتے رہتے ہیں۔ پرنٹنگ پریس اور سیاست کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اخبارات: چین اور یورپ میں قلمی اخبارات دو ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ پہلے شروع ہوئے۔ ان کی صورت کچھ یوں ہوتی تھی۔ کہ امکانات ,خبریں اور اعلانات ایک بڑے بورڈ پر درج کر دیئے جاتے تھے۔ دنیا کا پہلا اخبار ''لی پاؤ'' کوئی ایک ہزار سال قبل باقاعدگی سے نکلنا شروع ہوا۔ اور 1911ء تک یہی اخبار پین گوٹ کے نام سے شائع ہوتا رہا۔ یورپ کا پہلا اخبار جرمنی کے شہر آگز برگ سے 1609ء میں جاری ہوا۔ اس کا نام A Visa Rablition order Reiting تھا۔ اسی برس لتر اس برگ سے بھی جرمنی زبان کے ایک اخبار کی اشاعت شروع ہوئی میں نکلا دی ٹائمنر 1785ء میں اور نیوز آف ورلڈ 1843ء میں شائع ہونا شروع ہو گئے۔ قیام پاکستان کے بعد انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں متعدد اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔

اشتہارات: رویہ تبدیل کرنے کے لئے بالواسطہ اخراجات کے ذریعے ابلاغ کی دوسرے کی جانے والی کوشش اشتہار کہلاتی ہے۔ اشتہارات کے کئی روپ ہوتے ہیں۔ ایک تو سیدھے سارے اشتہارات ہوتے ہیں۔ جن مین مشتہرین کا واشگاف اظہار ہو۔ فلمیں، ڈرامے اور دوسرے تفریحی پروگرام، جو بظاہر تجارتی نظر نہ آئیں اور ان کی مالی معاونت کی جائے اور ان سے دست تعاون بڑھایا جائے۔ عطیات اور خیراتی کاموں میں حصہ لینا ہسپتال، سکول اور ہوسٹل بنوانا، فون کیعطیات کسی سماجی / مذہبی تقریب کے اشتہار کی رقم ادا کرنا بھی اشتہارت کی ایسی ذیل میں آتا ہے۔

قومی تعمیر میں اشتہارات: اشتہار کا بنیادی مقصد کسی نظریے، خیال یا پھر مصنوعات کی تشہیر ہوتا ہے۔ کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ پیغام زیادہ لوگوں تک پہنچے۔ یہ دوھاری تلوار ہے۔ اور اس تعمیری اور تخریبی دونوں مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اشتہارات کو عوام میں جذبہ حب الوطنی، قربانی اور کچھ کر گزرنے کے جذبات ابھارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کہ مخالفین ذاتی تحفظ کے خوف سے رکاٹیں بند کر دیتے۔ یا بالواسطہ طور پر مطلوبہ عمل میں معاون بن جاتے تھے۔

ملکوتی ابلاغ: انسانی معاشرے میں ابلاغ کا قدیم ترین ذریعہ زبان ہے۔ جب سے الفاظ کا ایجاد ہوتے ہیں۔ اور زبانیں وجود میں آتی ہیں۔ اسی زمانے سے ایک انسان دوسرے انسان پر اپنا مطلب واضح کرنے سے الفاظ کا سہارا لیتا رہا ہے۔

1) میلے ٹھیلے۔ 2) مندر 3) مسجد، چرچ 4) کھیل تماشے 5) ناٹک 6) آرٹس کونسلیں اور ثقافتی شو۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک ایف اے آئی کام ڈی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی تمام اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
0331-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

یہ سب ہی ابلاغ کے ذرائع ہیں۔

تھیٹر:۔ مشہور فرانسیسی ادیب اور مفکر وکٹر یوگو کا قول ہے کہ ''اسٹیج ایک بصری نقطہ ہے۔ ہر وہ چیز جو دنیا زندگی اور انسان میں پائی جاتی ہے۔ ایسے فن کی مجرب سحر کے زیر اثر اس میں منعکس کیا جاسکتا ہے۔ اور کیا جانا چاہیے۔ تھیٹر کی ابتداء کب ہوئی، تاریخ اس بارے میں خاموش ہے۔

برصغیر میں جدید تھیٹر کے بانی پرتگیزی ہیں۔ جنہوں نے گوا میں پہلے تھیٹر کے نام سے ڈرامے سٹیج کرنے کے لئے ایک کلب قائم کیا۔ جس میں زیادہ تر شوقیہ اداکار ہوتے تھے۔ سنیما کی آمد سے قبل برصغیر میں متعدد پیشہ وار تھیٹریکل کمپنیاں قائم تھیں۔ جس میں آغا حشر کاشمیری کی تھیٹر کمپنی سرفہرست ہے۔

آرٹس کونسلیں اور ثقافتی شو:۔ ملک میں ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے مختلف شہروں میں اور علاقائی سطحوں پر آرٹس کونسلیں اور ثقافتی انجمنیں قائم کی گئی ہیں۔ جن میں سے بعض کو سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہوتی ہے۔ متحدہ پاکستان میں ڈھاکہ کی بلبل اکیڈمی، دیگر ثقافتی سرگرمیوں کے علاوہ رقص کی تربیت بھی رہتی تھی۔

اباسین آرٹس کونسل صوبہ سرحد میں ثقافتی سرگرمیوں کی روح رواں ہے۔ لاہور میں الحمراء آرٹس کونسل پنجاب کے دارالحکومت میں ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کی ذمہ دار ہے۔ وہ عناصر میں جو قومی اتحاد اور ملکی یک جہتی کی بنیاد ہیں۔

دیہی میلے:۔ میلوں کی تاریخ پرانی ہے۔ جس قدر کہ انسانی معاشرتی قدیم ہے۔ میلوں سے عوام کی دلچسپی کی وجہ یہ ہے کہ انکے ذریعے انہیں باہم ملنے اور کچھ وقت ہنسی کھیل کر گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ ظہور اسلام سے قبل عرب میں بھی میلوں کا رواج عام تھا۔ عکاظ کا میلہ پورے عربستان کے لوگوں کی ثقافتی سرگرمیوں کا مظہر تھا۔ اسی میلے میں خنساء بایغہ، امرالقیٰن، عمر بن کلثوم جیسے مشہور شعراء نے اپنے لافانی قصیدے پڑھے، مسلمانوں کے صوفیا کے مزاروں کے اردگرد میلوں کی تاریخ بہت پرانی ہے۔

مساجد:۔ مسجد کے معنی ہیں۔ سجدہ کرنے کی جگہ، تاریخی حوالوں کے مطابق مسلمانوں کی پہلی مسجد وہ تھی جو صحابہ کرامؓ نے مکہ مکرمہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت سے قبل تعمیر کی معنی یہ مسجد مدینہ سے کچھ دور جنوب میں ایک مقام قباء میں تعمیر کی گئی تھی۔ اور مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو صحابہ کرامؓ نے کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں کی چھت سے ایک مسجد کھڑی کی جو بعد میں مسجد نبوی کے نام سے مشہور ہوئی۔

پاکستان میں قومی ذرائع ابلاغ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

سوال نمبر 4۔ ابلاغ کے حوالے سے زبان کے مختلف نظاموں پر تبصرہ کریں نیز صحافتی زبان کی خصوصیات بیان کریں۔ (20)

جواب:

زبان کے نظام:۔ زبان علامات کا ایک بامعنی نظام ہے۔ اس کی پیچیدگیوں کو تین انداز سے دیکھنے کی کوشش کی گئی۔

ہر زبان سے وابستہ تین نظام ہیں۔ جنہیں سمجھے بغیر ہم ابلاغ کی کوششوں کو نہیں سمجھ سکتے۔

1) ایک نظام معنوی Semantic ہے۔ ہر زبان، خواہ وہ اردو ہو یا انگریزی الفاظ ہی پر مشتمل ہوتی ہے۔ جن کے مخصوص معنی ہوتے ہیں۔ یہ نظام لفظ اور معنی کے تعلق سے بحث کرتا ہے۔

2) دوسرا نظام نحوی Syntactic ہے۔ ہر زبان کا الفاظ جوڑ جوڑ کے معنی تسلسل قائم کرنے کا ایک نظام ہے۔ یعنی یہ جملے کی ترکیب بالفظ کے تعلق کا نظام ہے۔

3) تیسرا نظام اثراتی Effects ہے۔ ہر زبان کا دوسروں یعنی سامع یا قاری پر کوئی اثر مرتب ہوتا ہے۔

جو الفاظ ہم استعمال کرتے ہیں۔ وہ قواعد کی رو سے کسی خاص ترکیب (نحو) سے جڑے ہوتے ہیں۔ جن سے مخصوص اثرات پیدا کیے جاتے ہیں۔ موثر ابلاغ میں الفاظ کے انتخاب، جملوں کی ترتیب اور ساخت اور ان کے اثرات کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔

ذیل میں ان تینوں نظاموں کی تشریح کی جاتی ہے۔ تا کہ ابلاغ عامہ میں ان کے کردار کا مطالعہ کیا جا سکے۔

زبان کے مختلف نظام: 1) معنوی نظام 2) نحوی نظام 3) اثراتی نظام

1) معنوی نظام:۔ ہمارے خیالات کا ابلاغ اسی انداز سے ہوتا ہے جس انداز سے ہم الفاظ کو استعمال کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ لغت میں الفاظ مردہ حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کا استعمال انہیں معانی پہناتا ہے۔ مثلاً آنکھ، چشم، نین تینوں الفاظ ایک دوسرے کی متبادل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم کہیں کہ زیر کے لئے ہر آنکھ اشک بار ہے۔ تو لفظ آنکھ کے معنی ''فرد'' کے متعین ہو گئے۔

ابلاغ کے نقطہ نظر سے مناسب لفظ کو مناسب معنی میں استعمال کرنے کا نام ابلاغ ہے۔ موثر ابلاغ کے لئے ضروری ہے۔ کہ معنی میں استعمال کرنے کا ابلاغ ہے۔ موثر ابلاغ کے لئے ضروری ہے۔ کہ معنوی نظام کے بنیادی نظریات کو ملحوظ رکھا جائے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

الف) غیر شخصی:۔ زبان اپنے مزاج کے اعتبار سے غیر شخصی ہوتی ہے۔ یعنی ہمارا منصوبہ الفاظ نہیں بلکہ معانی ہوتے ہیں۔ والدین اپنے بچے کو فطین سمجھ سکتے

0334-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہیں۔لیکن فطین کے معانی جوان کے رہن میں ہوتے ہیں۔وہ کچھ اور ہوتے ہیں۔

غیر کلی:۔یعنی الفاظ معانی کا پورا اظہار نہیں کر سکتے۔ہم محبت کے جذبے کو ہزاروں الفاظ میں اظہار کرنے کے باوجود اسے پورے طور پر بیان نہیں کر سکتے۔گویا زبان کا نقشہ حقائق کا مکمل اظہار نہیں کرتا۔

خود انعکاسی:۔ہر لفظ بالعموم اپنے معانی کا انعکاس کرتا ہے۔لیکن ضروری نہیں کہ لفظ کے ہمیشہ وہی معانی ہوں۔جو کسی ترکیب، جملے یا محاورہ کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔

مثلاً لفظ، وقت کے معنی ہماری گرفت میں نہیں آسکتے۔لیکن وقت صرف کرنا، وقت بچانا، وقت ضائع کرنا، وقت بڑھانا، جیسے معانی پیدا کیے جاتے ہیں۔

معنی نظام میں زبان کے نقشے اور حقیقت کی حدود میں مطابقت پیدا کرنا ہوتی ہے۔اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔کہ موثر ابلاغ کے لئے موزوں ترین لفظ موزوں ترین معانی میں استعمال کیا جائے۔

اس استعمال کے لئے ماہرین نے چند طریقے وضع کیے ہیں۔جو بظاہر بہت آسان ہیں۔اور ابلاغ کو معنوی لحاظ سے موثر بناتے ہیں۔

اشارہ بندی:۔اس کا ایک سیدھا سادا مفہوم یہ ہے کہ تمام اشیاء ایک جیسی نہیں ہوتیں۔تمام کوے کالے نہیں ہوتے، ان میں کوئی سفید بھی نکل آتا ہے۔"ہمیں اسی سفید کی طرف اشارہ کرنا ہے"۔

تاریخ کا اندراج:۔اگر لفظ کو تاریخ کے آئینے میں دیکھ لیا جائے تو زیادہ موثر ہوتا ہے۔1954ء کا نکسن یقیناً واٹر گیٹ سکینڈل والا یعنی 1974ء کے بعد کا صدر نکسن نہیں۔اس لیے اگر کسی جملے میں لفظ نکسن استعمال کیا جائے تو دیکھ لیا جائے کہ یہ کسی تاریخی عہد کا نکسن ہے۔اور کس معنی میں آتا ہے۔

وغیرہ وغیرہ :۔جب بھی ہم الفاظ یا طریقوں کی فہرست سازی کرنے لگیں تو وغیرہ وغیرہ کو ذہن میں رکھیں۔یعنی یہ فہرست مکمل نہیں ہوئی۔ابھی ابھی الفاظ یا طریقے موجود ہیں۔جن کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

واوین :۔کسی لفظ یا بیان کے گرد واوین (" ") ڈالنے کا مطلب ایسے معنوی طور پر اجاگر کرنا ہوتا ہے۔واوین ڈالنے سے اس کی اہمیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

قوسین:۔دو الفاظ یا بیانات کو زنجیر قوسین سے باہم ملانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا الگ الگ کوئی مفہوم نہیں ہوتا۔اور ہمارا مخصوص مفہوم انہیں شامل کر کے سامنا آتا ہے۔

نحوی نظام:۔ہر زبان میں الفاظ باہم ملا کر کوئی مفہوم بیان کرنے کی ترکیب یا ترتیب اس کی اپنی ہوتی ہے۔یہی اس کا کوئی نظام ہے۔

مثلاً اردو میں فاعل پہلے مفعول بعد میں، اور فعل آخر میں آتا ہے۔انہیں حروف جار یا حروف علت آپس میں ملاتے ہیں۔یہاں ہمارا مقصد اردو کی نحوی ترکیب نہیں بلکہ یہ بتانا ہے۔کہ نحوی ترکیب کو بدلنے سے بعض اوقات مفہوم بدل جاتا ہے۔

مثلاً اگر یوں کہا جائے "خوبصورت لڑکی نے جو کچھ کھایا وہ آئس کریم تھی" تو مفہوم "آئس کریم" ہوگا۔

یا اگر یوں کہا جائے "آئس کریم" خوبصورت لڑکی سے کھائی گئی۔تو مفہوم لڑکی ہوگا۔

گویا مفہوم کو متعین کرنے میں نحوی ترکیب متعین کرنا ضروری ہے۔اور موثر ابلاغ کے لئے مخصوص نحوی ترکیب استعمال میں لائی جائے گی۔

اثراتی نظام:۔اس نظام کے تحت ہم زبان کو سامع یا قاری پر اثر کے حوالے سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔یعنی یہ دیکھنے میں کہ سامع یا قاری پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔گویا زبان کو ان کے نتائج کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔اس سلسلے میں ذہن میں تین اہم اصول ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔

زبان من مانی حیثیت رکھتی ہے:۔ہر لفظ اور بیان کے سلسلے میں ہر شخص کا تجربہ مختلف ہوتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ ایک صحرائی شخص کے لئے جنت کا تصور خنک، آب و ہوا والی جگہ ہو اور ایک برفانی شخص کے لئے بہترین موسم گرم آب و ہوا ہوگا۔

گویا "جنت" یا بہترین موسم کے معنی متذکرہ دو قسموں کے افراد کے لئے مختلف ہوں گے۔

زبان کی بھی حیثیت من مانی ہے۔گویا ابلاغ ایک بے حد مشکل کام ہے۔

زبان تجدیدی حیثیت رکھتی ہے:۔زبان ٹھوس حقیقت نہیں رکھتی بلکہ احساسات، خیالات اور افکار کو مجرد صورت میں پیش کرتی ہے۔ماہرین اسے ایک سیڑھی کی مانند قرار دیتے ہیں۔جس میں پہلے نمبر پر چیز ہوتی ہے۔دوسری نمبر پر اسم معرفہ، تیسرے نمبر پر اسم نکرہ، چوتھے نمبر پر گروہ یا خاندان اور پانچویں نمبر پر اس کی عمومی حیثیت ہوتی ہے۔جیسے جیسے ہم اوپر جائیں گے تجریدی حیثیت بڑھتی جائے گی۔

مثلاً ہم "ٹامی" کو کالا کتا نہیں تو یہ اس کا اسم معرفہ ہے۔کتا اسم نکرہ ہے۔جانور گروہ مخلوق عمومی حیثیت کے الفاظ ہیں۔

زبان مغالطہ انگیز ہے:۔ہر لفظ ہمارے ذہن میں ایک خاص نقش بناتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ ایک کتا کا لفظ ہمارے ذہن میں پستہ قد کتے کی تصویر بنائے یا سیاہ لمبوترے کتے کی یا موٹے سے بل ڈاگ (Bull Dog) کی صورت بنائے۔

گویا زبان مغالطے پیدا کرتی ہے۔یہ اصول ہمیں بتاتا ہے۔کہ الفاظ کے معنی لغات میں نہیں بلکہ ذہنوں میں ہوتے ہیں۔

موثر ابلاغ کے لئے ضروری ہے کہ مخصوص معانی کے لئے ذہنوں میں مخصوص نقوش پیدا کیے جائیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
0344-5045551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ابلاغ کے حوالے سے زبان کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔اس طرح صحافتی زبان بھی اہمیت کی حامل ہے۔

سوال نمبر 5۔ ابلاغ کی مختلف اقسام بیان کریں۔نیز ابلاغ عامہ کا ابلاغ کی دوسری اقسام سے موازنہ کریں۔

جواب: عام طور پر ابلاغ کی اقسام درج ذیل ہیں۔

خود سے ابلاغ (خود کلامی) خود سے مراد شعوری طور پر اپنے آپ سے ابلاغ کرنا ہے اس صورت میں ایک ہی شخص پیغام رساں بھی ہوتا ہے اور پیغام وصول کنندہ بھی۔

مثالیں۔ خود سے باتیں کرنا، ہڑبڑانا، سوچ بچار کرنا، تقریر کی ریہرسل کرنا، شیشہ دیکھ کر چہرا بنانا، ورزش کرتے وقت آگے پیچھے حرکت کرنا، خود بخود کسی بات پر ہنسنا اور خود بخود چیخنا، اپنے جسم کے کسی حصے سے ابلاغ کرنا مثلاً بغلیں چبانا، انگوٹھا چوسنا، اپنے ہاتھوں کو مسلنا وغیرہ۔

بالمشافہ ابلاغ / بین الافرادی ابلاغ: ہو ولینڈ کے مطابق بین الشخصی یا بالمشافہ ابلاغ پیغام اور جوابی پیغام کے ذریعے پیدا ہونے والی ایسی صورت حال کا نام ہے جس کے نتیجے میں سامع کے رویے میں تبدیلی لائی جا سکے۔اس میں پیغام کا تبادلہ ہوتا ہے پیغام وصول کرنے اور جوابی پیغام اس بات کے ذمہ دار ہوتے ہیں کہ اس ابلاغ کے عمل کے ذریعے گروہی شکل کو ہر ممکن طور پر مکمل کیا جائے۔اس مرحلے میں ابلاغ کا مقصد دو افراد کے مابین جمود کو توڑنا ہوتا ہے مثلا دوران سفر ایک مسافر اپنی تنہائی کو توڑنے کے لیے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے مسافر سے اپنی نفسیاتی ضرورت کی بنیاد پر یوں ایسے ابلاغ کرتا ہے کہ وہ ایک گفتگو کی شکل طور اختیار کر لیتا ہے لیکن ایک کہانی یا ایک سفر کے ساتھ ساتھ ابلاغ کے اہم روش کو مکمل کرنے کا سبب بنتا ہے۔

قلیل گروہی ابلاغ: ار ینکورین کے نزدیک قلیلی گروہی ابلاغ دراصل مائیکروگروپ کی صورت کا نام ہے یہ بین الشخصی اور کثیر گروہی ابلاغ کے درمیان کی شکل ہے بالفاظ دیگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بین الاشخصی ابلاغ کی حدود کے پھیلاؤ کا نام ہے۔قلیل گروہی ابلاغ میں حواس خمسہ کے علاوہ چھوٹے میڈیا کی معاونت بھی حاصل کی جاسکتی ہے یہ بہت کارآمد اور عام طور پر زیادہ پیمانے پر استعمال ہونے والی ابلاغ ہے۔

کثیر گروہی ابلاغ: آر ینکورین اسے میکرو گروپ کا نام بھی دیتا ہے۔میکرو گروپ کے ارکان ایک دوسرے کے ساتھ اور جوابی عمل کے ذریعے پیغام دیتے ہیں۔اس کی مثال ایسے دی جاسکتی ہے کہ ایک ملک کے صدر یا وزیر اعظم اپنی قوم سے یا عوام کے ایک ہجوم سے جو باتیں کرتا ہے وہ اس کی کثیر گروہی ابلاغ کہلائے گی۔

ابلاغ عامہ کا دوسری ابلاغ سے موازنہ: ابلاغ عامہ کی اہم خصوصیات اس کا دیگر ابلاغ سے موازنہ کرنے کے لیے یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ا۔سامعین کی تعداد کثیر ہونی چاہیے۔1969ء میں اپالو II کے چاند پر اترنے کا منظر ٹیلیویژن کے ذریعے براہ راست پوری دنیا میں 528 ملین عوام نے دیکھا۔اس ابلاغ عامہ کے سامعین کی تعداد اور ان کی دلچسپی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اسی طرح ریڈیو، اخبارات کا حلقہ اثر خاصا وسیع ہوتا ہے۔اس لیے انہیں ابلاغ عامہ کہا جاتا ہے اور یہ خاصیت ابلاغ کے دیگر ذرائع میں کم نظر آتی ہے۔

۲۔ پیغام علی الاعلان ارسال کیا جاتا ہے۔اسے مخفی نہیں رکھا جاتا یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات پیغام کو کثیر تعداد تک بیک وقت پہنچ جاتا ہے پیغام رسانی کا کام بڑی سرعت کے ساتھ ہوتا ہے۔

۳۔ ابلاغ عامہ کے اس عمل میں پیغام رساں اپنے سامعین کو نہیں جانتا۔بس وہ اس قدر جانتا ہے کہ اس کے سامعین دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔جو مختلف چہروں ثقافتوں زبانوں، پیشوں، اور طبقوں سے وابستہ ہیں ان کی جنس، عمر، مذہب، تعلیم اور اقتصادی سطح ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔وہ بکھری ہوئی شکل میں ہوتے ہیں۔اس عمل میں عوام الناس کو بیک وقت پیغام موصول ہوسکتا ہے یا پھر دوسرے مرحلے پر رائے عامہ کے رہنماؤں کے ذریعے بھی ان تک پیغام پہنچایا جاسکتا ہے۔

۴۔ عموماً ماخذ یا منبع ادارے یا تنظیم کی شکل میں ہوتے ہیں۔اس عمل میں منبع کو پیغام رساں کا درجہ حاصل ہوتا ہے ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی تنہا شخص اپنی ذات کے حوالے سے سامعین کو اتنی بڑی تعداد تک رسائی کے لیے ابلاغ عامہ کے عمل سے گزرے۔

۵۔ ابلاغ عامہ کے تحت ارکان ایک جگہ پر بالمشافہ خطاب نہیں کرسکتے ہیں۔

۶۔ پیغامات کے اعادہ کے لیے تکنیکی ذرائع سے کوشش کی جاتی ہے۔تکنیکی ذرائع میں ریڈیو، ٹرانسمیٹر، پرنٹنگ پریس، فلم پروجیکٹر، آڈیو کیسٹ وغیرہ شامل ہیں۔اس طرح ایک پیغام کو کئی بار دہرایا جاتا ہے۔پیغام براہ راست نہ پہنچنے کے صورت میں رائے عامہ کے رہنماؤں کی وساطت سے متعلقہ سامعین تک پہنچتے پہنچتے اپنی اصل شکل کھو سکتا ہے۔

سوال نمبر 6۔ ابلاغ سے کیا مراد ہے؟ نیز ابلاغ کے مختلف نظریات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **ابلاغ عامہ:** انسانوں کا انسانوں سے رابطہ اور ابلاغ خود انسانی معاشرے کی بقا کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ان کی دیگر مادی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ضروریات ہیں ابلاغ نہ صرف معاشرے کے ہر فرد کی ضرورت ہے بلکہ ایک مکمل معاشرے کے لیے ابلاغ کے وجود کا ہونا بھی لازمی ہے۔ ابلاغ دراصل ایک مکمل معاشرتی عمل ہے اور یہ معاشرے کے مختلف طبقات سے جڑے لوگوں کا آپس میں باہمی رابطہ قائم کرنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے اگر ہم آسان الفاظ میں ابلاغ کی تعریف کرنا چاہے تو اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ ابلاغ یا ابلاغیات سے مراد اطلاعات، خیالات اور رویوں کو ایک فرد سے دوسرے فرد تک باہم پہنچانے کا عمل ہے۔ یہ عمل سوچنے کے ذریعے بھی ہوسکتا ہے اور اشارے یا مسکرانے کے ذریعے بھی اس عمل کو پایا تکمیل تک پہنچایا جاسکتا ہے اس عمل میں تقریر یا زبانی انداز میں بھی کچھ نہ کچھ بیان کیا جاسکتا ہے۔ ابلاغ تحریری ہو یا تقریری، اشاروں میں ہو یا رنگوں کے وسیلے سے، اس کا تعلق حس سے ہو یا سماعت سے قوت باصرہ رو بہ عمل سے ہو یا قوت شامہ سے چھونے کے عمل سے تعلق رکھتا ہو یا پھر سونگھنے سے غرض ہر نوع کے ابلاغ اور ذرائع ابلاغ جیسے ٹی وی، ریڈیو اور اخبار کو اگر ایک دن کے لیے مکمل طور پر بند کر دیا جائے تو انسانوں کی نفسیاتی کیفیات کیا ہوں گی؟ اس بات کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسان اپنے ارگرد کے ماحول کے بارے میں مکمل طور پر آگہی حاصل کیے بناء رہ بھی نہیں پاتا ہے کیونکہ وہ اپنے معاشرے کے حالات واقعات سے اس لئے بھی باخبر رہنا پسند کرتا ہے کیونکہ اس سے اس کے مقاصد بھی جڑے ہوئے ہیں اور کسی بھی بات کے بارے میں باریکی سے جاننا اس کی فطرت میں بھی شامل ہے انسان اپنی ذات کو ابلاغ کے ذریعے مصروف بھی رکھنا چاہتا ہے یہ ابلاغ کا عمل ہی ہے جو بیک وقت ہمارے اذہان میں سے بہت سے شکوک وشبہات کو ایک دم سے غلط ثابت کر دیتا ہے اور اسی ابلاغ کے عمل لے ذریعے ہم تعلیم کے معیار سے لیکر اپنے علم میں اضافہ بھی کر لیتے ہیں اور اپنے لیے بہتر انداز میں منصوبہ بندی بھی کر لیتے ہیں۔ پس اس بات کو یقینی طور پر مان لینا ہی بہتر ہے کہ ابلاغ کا عمل باتوں اور معلومات کو پھیلانے کا وہ واحد عمل ہے جس کے ذریعے انسان اپنے معاشرے میں موجود مختلف موضوعات کے بارے میں ہر دم اور ہر دور میں باخبر رہ سکتا ہے اور اپنی زندگی کے بارے میں بہتر انداز میں منصوبہ بندی بھی کر سکتا ہے۔

ابلاغ کے مختلف نظریات: پریس کے وظائف اور آزادی اظہار کی حدود وقیود میں توازن اور عدم توازن کا سلسلہ ہر دور میں بنتا بگڑتا رہا ہے۔ کسی معاشرے میں سماجی اور سیاسی ڈھانچے کی بنیاد ان کا خاص فلسفیانہ اور سیاسی توجیہات پر ہوتی ہے۔ جو انسانی معاشرے اور ریاست سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ریاست کی ابتدائی شکل وصورت سے لے کر آج تک یہ مسئلہ کسی نہ کسی صورت میں حکمرانوں اور عوام کے درمیان وجہ نزاع بنتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف ادوار اور مختلف معاشروں میں مختلف نظریہ ہائے ابلاغ نے فروغ حاصل کیا۔ عمومی طور پر ہم ابلاغ عامہ کے نظریات کو پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ مقتدرانہ یا مطلق العنانیت کا حامل نظریہ ابلاغ ۲۔ آزادی پسندانہ نظریہ ابلاغ ۳۔ سماجی ذمہ داری پر مبنی نظریہ ابلاغ

۴۔ اشتمالی نظریہ ابلاغ ۵۔ اسلامی نظریہ ابلاغ

ان تمام تر نظریات میں اپنی اپنی بساط کے مطابق لچک اور توازن پایا جاتا ہے اس سلسلے میں ان نظریات کا حجم اپنی ضروریات کے مطابق ڈھلتا ہوا نظر آتا ہے ان نظریات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مقتدرانہ نظریہ ابلاغ: یہ نظریہ نشاۃ ثانیہ کے آخری دور میں مقتدرانہ فضا میں پیدا ہوا اور سترھویں صدی میں مختلف معاشروں میں عروج پر پہنچا۔ اس نظریے کے بانیوں میں سب سے پہلا نام افلاطون کا لیا جاتا ہے افلاطون کے علاوہ اس نظریے کے حامیوں میں میکیاولی، ہابس، ہیگل، اور ٹرائسکی کا نام نمایاں ہیں۔ افلاطون کے مطابق "اگر ریاست میں اختیارات کو بہت سے افراد میں تقسیم کر دیا جائے تو اس سے معاشرے میں تفرقہ بھی پھیلے گا اور اس میں تنزلی اور بحران بھی شدت اختیار کر جائے گا اس لیے حاکم کو چاہیے کہ ریاست کے انتظام میں عوام کے عمل دخل کو محدود کرے" اس نظریے کے مطابق "ریاست میں آزادی کی حدود وقیود کے علاوہ فرد کے درجات کا تعین کرنے کے کلی اختیارات ریاست کو ہی حاصل ہونا چاہیے" عام طور پر اس نظریے کو فروغ دینے والے محرکات میں حکمرانی کے اس تصور نے کہ کچھ لوگ پیدائشی طور پر برتر وبالا ہوتے ہیں نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے اقتدار چند اور مخصوص ہاتھوں میں رہتا ہے اور وہ نسل در نسل حکومت بھی کرتے رہتے ہیں۔ یوں اس نظریے کے مطابق مرتبے، حیثیت، طاقت، دولت، اور خاندانی جاہ وحشمت والے ہی اقتدار کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ دوسری طرف پادریوں نے اپنے اقتدار کے لئے یہ جواز تلاش کیا کہ چونکہ وہ بہت نیک اور پارسا لوگ ہیں اور خدا کی طرف سے بھی بھیجے گئے ہیں اس لئے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ وہ اقتدار پر قابض رہیں اور حکمرانی بھی حقیقت میں انہی کا حق ہے۔ بعدازاں آمریت کے علمبردار اور پادریوں نے اسے باقاعدہ فلسفے کی شکل میں ضبط تحریر میں لانے کے لئے اس وقت کے دانشوروں اور فلسفیوں سے سند جواز حاصل کیا۔ یوں اس نظریے کو اس سیاسی فلسفے کی حیثیت سے آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر لیا گیا۔ اس سیاسی فلسفے کو جن حکمرانوں نے قبول کیا ان میں انگلستان سے ٹیوڈور بادشاہوں کے علاوہ ہیپس، برگ بھی شامل ہے۔

آزاد پسندی کا نظریہ: مطلق العنانیت کے نظریہ ابلاغ سے آزاد نظریہ ابلاغ تک ایک طویل سفر ہے۔ کہیں اٹھاریوں صدی عیسوی کے اواخر میں مطلق العنانیت کے نظریات سے آزادی اور نجات کا حصول ممکن ہوا ہے۔ آزادی پسندی کے نظریہ ابلاغ کے فروغ میں جو عوامل کارفرما ہیں ان میں سائنسی، جغرافیائی دریافتیں، انسانی شعور کی بیدار، متوسط طبقے کا عروج تحریک اصلاح، چرچ کے خلاف ردعمل اور روشن خیالی وغیرہ شامل ہیں ان تمام عوام کے نتیجے میں عقلیت کے تصور کو بھی فروغ حاصل ہوا اور کائناتی مسائل کے عقلی تجزیئے کے نتیجے میں عوام میں شعور پیدا ہوا۔ تحریک اصلاح نے کامیابی کے ساتھ مذہبی اور سیاسی امور میں کلیساء کی مقتدر حیثیت کو بھی چیلنج کیا اور دنیاوی امور میں مطلق العنانی کے نظریات کو زک پہنچائی۔ ڈیکارٹ، لاک، جیفرسن، اور دوسرے مفکرین نے اس نظریے کو

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دانشورانہ بنیاد فراہم کی۔انہوں نے انداز مطلق العنانیت کے نظریہ پر کاری ضربیں بھی لگائی۔

اشتراکی نظریہ ابلاغ: اشتراکی نظریہ ابلاغ کو آمرینی نظریہ ابلاغ سے بہت قرب حاصل ہے۔یہ نظریہ لینن اور اسٹالن کی توضیحات کے مطابق مارس کے افکار سے پیدا ہوا۔اس نظریے کی غایت اجتماعیت ہیاور یہ اقتصادی جبریت میں یقین رکھتا۔جس سے مراد تاریخ کی ایک ایسی اقتصادی توضیح ہے جس سے تمام سماجی قوتوں اور عوامل کو خارج رکھا گیا ہے۔سوویت پریس پر کمیونسٹ پارٹی،مقامی اداروں اور پروپیگنڈہ کے مرکزی شعبوں کی جانب سے سخت نگرانی اور کنٹرول تھا پارٹی کی ذمہ دار عہدے دار ایڈیٹروں کو مسلسل ہدایات جاری کرتے رہتے تھے کہ کس موقع پر کیا شائع کرنا ہے۔اور اسے کس انداز میں پیش کرنا ہے۔

اٹلی کے پروفیسر انگلز کے مطابق: روس میں طباعتی صحافت یعنی پرا وار اازویسنیا آٹو پلانٹ ورکر وغیرہ کی انتظامی اور نظریاتی نگرانی کے لئے پریس کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔کمیونسٹ پارٹی کے ارکان ان کمپنیوں کے کرتا دھرتا ہیں۔کمیٹیوں کے انارکان کی اہمیت ان اخبارات میں کام کرنے والے ہر شخص سے کہیں زیادہ ہے۔اخبارات پر نگرانی کا ایک اور دائرہ سنسر شپ ایجنسی گلیولٹ کی صورت میں بھی موجود ہے۔

مختصر یہ کہ اس نظام میں ذرائع ابلاغ کا متعدد اشتراکی تعمیر نو کا کام کرنا اور محنت کش طبقے پارٹی اور سوویت ریاست کی قوت کو بڑھانا ہے۔

سماجی ذمہ داری کا نظریہ: ابلاغ کے سلسلے میں مطلق العنانیت آزاد پسندی اور کمیونسٹ نظریات نے جس انداز سے کام لیا۔اس سے بے اطمینانی پھیل رہی تھی۔یہی اطمینانی حقیقتاً سماجی ذمہ داری کے نظریے کی بنیاد ٹھہری،یہ نظریہ عوامی خدمت کو ابلاغ عامہ کے مقابلے میں کوئی بھی دوسری منعصت یا مصلحت کو ثانوی حیثیت دیتی ہے۔

1۔ سماجی ذمہ داری کا نظریہ متعدد نظریات کا مرکب اور روشن خیالی کے عالمی تصور کی پیداوار ہے۔

2۔ عوام میں یہ احساس پیدا ہوا کہ آزاد پسندی نظریہ عوام کے مفادات کے تحفظ کے سلسلے میں ان کی توقعات پر پورا نہیں ہوتا۔اس چیز نے سماجی ذمہ داری کے نظریہ کو تقویت بخشی۔پریس پر مختلف نقطہ ہائے نظر سے ہونے والی تنقید کو پیٹرسن نے اس طرح بیان کیا ہے۔

1) پریس کے مالکان اپنے ذاتی نظریات کی تشہیر کرتے ہیں۔اور سیاسی اور اقتصادی امور میں مخالفانہ نظریات کو روکتے ہیں۔

2) پریس سماجی عمل میں رکاوٹ ہے۔

3) پریس خبروں کی ترسیل کی بجائے سطحیت اور جذباتیت کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

4) صحافت سے عوام کے اخلاق کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔

5) پریس پر سرمایہ داروں کا قبضہ ہے۔

ہر معاشرے میں اپنی اپنی ذمہ داریوں کا ایک الگ سے دائرہ مقرر کر رکھا ہے۔مثلا

1) نظریہ مطلق العنانیت میں حکومتی پالیسیوں اور آمروں کے نقطہ نظر کا فروغ پریس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

2) نظریہ آزادی عوام کی صحیح ترجمانی،رائے عامہ کی اولیت اور آزادی کے فروغ کو صحافت کی بنیادی ذمہ داری قرار دیتا ہے۔

3) اشتراکی نظریے کے مطابق پریس ذمہ دار ہے۔

الف) کمیونسٹ آئیڈیالوجی کی تعلیم کے فروغ کا۔ ب) اشتراکی حکومت کی پالیسیوں کی تشہیر فروغ کا۔

ج) محنت کشوں کے حقوق کی علمبرداری کا۔

4) اسلامی نظریہ صحافت کے مطابق ہر صحافتی ادارہ

الف) اللہ کے آگے جوابدہ ہے۔ ب) قرآن وحدیث کا پابند ہے۔

ج) اللہ کے بندوں کے آگے جواب دہ ہے۔ د) خبر کو پھیلانے کا ذمہ دار ہے۔

ر) شر کے خلاف جدوجہد کرنے کا پابند ہے۔

آزادی صحافت کے کمیشن نے پریس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے بعض تجاویز پیش کی ہیں۔

1) پریس واقعات کی سچی،جامع اور قابل فہم رپورٹ پیش کرے۔

2) پریس تنقید اور آراء کے تبادلے کا ایک فورم فراہم کرے۔

3) پریس معاشرے کے تمام طبقوں اور گروہوں کی نمائندہ تصویر پیش کرے۔

4) معاشرے کی اقدار اور مقاصد کی توضیح پریس کی اہم ذمہ داری ہے۔

5) پریس اپنے قارئین کو واقعات تک مکمل رسائی فراہم کرے۔

ذرائع ابلاغ کو ایسی تمام سرگرمیوں سے گریز کرنا چاہیے۔جو جرم وتشدد کا ارتکاب،شہری بدامنی،یا اقلیتی گروہوں کو نقصان پہنچانے کا باعث بنیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

اسلامی نظریہ ابلاغ: ارسطو نے اپنی کتاب ''فن بلاغت میں ابلاغ کے عمل کو تین سر دیوں پر مشتمل قرار دیا۔یعنی پیغام رساں، پیغام اور وصول کنندہ، ابلاغ کا اسلامی تناظر میں تجزیہ کیا جائے تو پیغام رساں کو اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔ پیغام رساں کا صابر، آمین، راست گو اور مخلص ہونا لازمی ہے۔ وہ پیغام کی سچائی پیغام کو آگے بڑھانے سے پہلے پیغام کے تمام پہلوؤں پر غور کرتا ہے۔اور اعتبار سے بے اعتباری کے قومی یا ضعیف ہونے کا تعین کرتا ہے۔

ایک اسلامی ریاست یا معاشرے میں پریس کی صورت حال یا آزادی کا دائرہ کار اسلامی ریاست کے ان اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔ جن کا تعلق آزادی، حقوق ،افراد اور گروہوں کے فرائض سے ہے۔اسلام میں ابلاغ کے لفظ سے مراد نیکی کا فروغ ہے۔

یہ لفظ ''بلغ'' سے ماخوذ ہے۔جس کے معنی پھیلانا اور پہنچانا، اسی سے لفظ ''تبلیغ'' بنا ہے۔

اسلامی نظریہ ابلاغ کی اصطلاح سامنے آتے ہی تقریر، تحریر اور اظہار تقریری کا ایسا تصور سامنے آتا ہے۔

اسلامی نظریہ صحافت کے مطابق پریس کی پالیسی نیکی کو فروغ دینے اور بدی کو مٹانے کے اصولوں پر مبنی ہوگی۔ جہاں تک ذرائع ابلاغ کی ملکیت کا تعلق ہے۔ یہ نجی، سرکاری یا گروہی ملکیت ہو سکتی ہے۔

اسلامی ریاست اپنی ساخت، افعال اور مقاصد میں مثالی ہے۔

اسلامی ریاست میں صحافت بنیادی وظیفہ وں کو مذہبی روح پر مبنی اطلاعات، تعلیم اور تفریح فراہم کرنا ہے۔

اسلامی معاشرے کا پریس درحقیقت اسلام کے فروغ اور تحفظ اس کے فروغ اس کے دفاع اور اس کے دشمنوں سے نبرد آزمائی کا ایک موثر ہتھیار ہے۔لیکن اس کی کاٹ اسی صورت میں برقرار رہ سکتی ہے۔ جب اس کی نیام صرف قرآن وسنت ہوں۔

سوال نمبر 7۔ ابلاغ کی تعریف بیان کریں۔ ابلاغ کے بنیادی وظائف اور معاشرے میں اس کے کردار پر بحث کریں۔ **(20)**

جواب: ابلاغ عامہ: انسانوں کا انسانوں سے رابطہ اور ابلاغ خود انسانی معاشرے کی بقا کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ان کی دیگر مادی ضروریات ہیں ابلاغ نہ صرف معاشرے کے ہر فرد کی ضرورت ہے بلکہ ایک مکمل معاشرے کے لیے ابلاغ کے وجود کا ہونا بھی لازمی ہے۔ابلاغ دراصل ایک مکمل معاشرتی عمل ہے اور یہ معاشرے کے مختلف طبقات سے جڑے لوگوں کا آپس میں باہمی رابطہ قائم کرنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے اگر ہم آسان الفاظ میں ابلاغ کی تعریف کرنا چاہے تو اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ ابلاغ یا ابلاغیات سے مراد اطلاعات، خیالات اور رویوں کو ایک فرد سے دوسرے فرد تک باہم پہنچانے کا عمل ہے۔ یہ عمل سوچنے کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے اور اشارے یا مسکرانے کے ذریعے بھی اس عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکتا ہے اس عمل میں تقریر یا زبانی انداز میں بھی کچھ نہ کچھ بیان کیا جاسکتا ہے۔ابلاغ تحریری ہو یا تقریری، اشاروں میں ہو یا رنگوں کے وسیلے سے، اس کا تعلق حس سے ہو یا سماعت سے قوت باصرہ رویہ عمل سے ہو یا قوت شامہ سے چھونے کے عمل سے تعلق رکھتا ہو یا پھر سونگھنے سے غرض ہر نوع کے ابلاغ اور ذرائع ابلاغ جیسے ٹی وی، ریڈیو اور اخبار کو اگر ایک دن کے لیے مکمل طور پر بند کر دیا جائے تو انسانوں کی نفسیاتی کیفیات کیا ہوں گی؟ اس بات کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسان اپنے ارد گرد کے ماحول کے بارے میں مکمل طور پر آگہی حاصل کیے بنا رہ بھی نہیں پاتا ہے کیونکہ وہ اپنے معاشرے کے حالات واقعات سے اس لئے بھی باخبر رہنا پسند کرتا ہے کیونکہ اس سے اس کے مقاصد بھی جڑے ہوئے ہیں اور کسی بھی بات کے بارے میں باریکی سے جاننا اس کی فطرت میں بھی شامل ہے انسان اپنی ذات کو ابلاغ کے ذریعے مصروف بھی رکھنا چاہتا ہے یہ ابلاغ کا عمل ہی ہے جو بیک وقت ہمارے اذہان میں سے بہت سے شکوک وشبہات کو ایک دم سے غلط ثابت کر دیتا ہے اور اسی ابلاغ کے عمل لے ذریعے ہم تعلیم کے معیار سے لیکر اپنے علم میں اضافہ بھی کر لیتے ہیں اور اپنے لیے بہتر انداز میں منصوبہ بندی بھی کر لیتے ہیں۔ پس اس بات کو یقینی طور پر مان لینا ہی بہتر ہے کہ ابلاغ کا عمل باتوں اور معلومات کو پھیلانے کا وہ واحد عمل ہے جس کے ذریعے انسان اپنے معاشرے میں موجود مختلف موضوعات کے بارے میں ہر دم اور ہر دور میں باخبر رہ سکتا ہے اور اپنی زندگی کے بارے میں بہتر انداز میں منصوبہ بندی بھی کر سکتا ہے۔

ابلاغ کے بنیادی وظائف۔

عام طور پر اطلاع تعلیم اور تفریح کو ابلاغ کے بنیادی وظائف بھی کہا جاتا ہے۔ان وظائف اور ان کے بنیادی مقاصد کا لب لباب کچھ اس طرح ہے۔

آگہی۔ آگہی ہمیں اطلاع کے عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ اطلاعات ہم اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ سے حاصل ہو جاتی ہے۔اس عہد میں خبریں ایسی روشنی ہیں کہ اگر انسان تک نہ پہنچیں تو ذہن تاریک ہو جاتیں اور دنیا سے رابطہ ٹوٹ جائے۔ اطلاعات کا عمل فیصلہ کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کرتا ہے اور لوگوں میں پیشن گوئی کے پیش نظر مختلف موضوعات پر بحث کے عمل کو بھی پروان چڑھاتا ہے۔اگر مسافروں کو اطلاع ہو کہ آج فلاں ٹرین نہیں چلے گی۔تو وہ گھنٹوں گھنٹوں انتظار کے بجائے اپنے مقررہ اوقات پر ہی ریلوے سٹیشنوں کا رخ کریں یہ عمل انہیں مواصلات کی اہم وجہ یعنی ابلاغ کی صورت میں حاصل ہوتا ہے اسی عمل سے آگے رہنمائی کا عمل شروع ہو جاتا ہے آگہی کا عمل انسان کی رہنمائی کرتا ہے کہ کس شخص کو ووٹ دیا جائے اور کس شخص کو نظر انداز کیا جائے سماجی رہنمائی کیوہ تمام عوامل جو ہمیں اس بات کا بھی قائل بناتے ہیں کہ ہمارے کس عمل سے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں سب ابلاغ کی وجہ سے ممکن ہوتے ہیں۔ اگر کسی بھی معاشرے میں آگہی کی صورت میں ابلاغ کا عمل درست ہو تو وہ معاشرہ کبھی بھی مقاصد کے تعین میں لوگوں کو غلط راستہ نہیں دکھا سکتا ہے۔

تعلیم۔ تعلیم کا عمل ابلاغ ہی کی وجہ سے فروغ پاتا ہے ابلاغ کے ذریعے عوام کی خدمت میں تعلیم بھی شامل ہوسکتا ہے تعلیم کے ذریعے ہم ابلاغ کی بہترین انداز میں تشہیر اور ترسیل کو ممکن بنا سکتے ہیں مثال کے طور پر بجلی کم استعمال کرنے کے لیے ابلاغ کی صورت میں ہم تعلیم کو استعمال کرتے ہیں اسی کی ساتھ ساتھ پانی کے کم استعمال اور گیس کے بے جا استعمال سے جہاں اس کی قلت پر قابو پایا جاسکتا ہے وہی پر معاشرے کے مختلف طبقات اور دور دراز علاقوں میں ابلاغ کے ذریعے ان بنیادی وسائل کو با ہم پہنچا سکتے ہیں جس سے ابلاغ کا عمل اور بھی جاندار اور موثر انداز میں چل سکتا ہے۔اس کے علاوہ یہ اعلان کرنا اور اس بات کو عام کرنا کہ منشیات سے پرہیز کیجئے اور معاشرے میں موجود دیگر لوگوں کو بھی اس کی لعنت سے چھٹکارا دلانے کے لیے ان کا ساتھ حاصل کرنا ابلاغ کے ذریعے ممکن بنایا جاسکتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ حفظان صحت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے اور لوگوں میں صحت سے متعلق شعور اور آگہی پیدا کرنا ابلاغ ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

تفریح۔ تفریح کو بھی ابلاغ کا ایک اہم اور بنیادی جزو مانا جاسکتا ہے معاشرے میں موجود مختلف طبقات کے لوگوں کا مشغلہ کچھ بھی ہوسکتا ہے اور ان مشاغل کا براہ راست تعلق ابلاغ کے ذریعے بھی بن سکتا ہے انسانی زندگی میں تفریح کو بے حد اہمیت حاصل ہے اور انسان نپی ذاتی زندگی میں مصروفیات سے وقت نکال کر تفریح حاصل کرنا چاہتا ہے یہ تمام چیزیں بحیثیت تفریح اس کو ابلاغ کے ذریعے بھی حاصل ہوسکتی ہیں۔تفریح لوگوں کے ذہنوں سے تھکاوٹ دور کرنے کا باعث بنتی ہے مثال کے طور پر کچھ لوگ فارغ اوقات میں اچھی اور سستی تفریح کے لیے ٹی وی دیکھنا پسند کرتے ہیں تو لازمی طور پر وہ کوئی فلم یا کوئی پروگرام دیکھنا چاہیں گے ایسی صورت میں ابلاغ کے تمام ذرائع موثر ہونے چاہیے تاکہ اسے کسی بھی قسم کے مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے ابلاغ کا عمل اس قدر جاندار ہو کہ اسے کوئی بھی پروگرام ٹی وی پر دیکھنے میں کوئی اکتاہٹ نہ محسوس ہو۔کچھ لوگ ابلاغ کی صورت میں اخبار،رسائل،یا خبروں کے ذریعے پروپیگنڈہ کی صورت میں تفریح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔اس عمل میں بھی تعلیم خاصا اہمیت کا حامل ہوتی ہے۔اس کے علاوہ کوئی بھی تفریح پروگرام جو کافی عرصہ سے عوام کو اپنے دلکش پروگرامز کے ذریعے محظوظ کر رہا ہو ابلاغ کی جاندار اور موثر رسائی کے ذریعے ہی ممکن ہوتی ہے۔اس کے علاوہ مثبت ابلاغ کے ذریعے جہاں معاشرے میں موجود لوگوں کو بہتر انداز میں تربیت دی جاسکتی ہے وہی پر معاشرے میں موجود مختلف قسم کی برائیوں کا خاتمہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

ابلاغ کا معاشرے میں کردار۔ ابلاغ کا معاشرے میں کردار کا اندازہ مندرجہ ذیل نکات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

۱۔ انسانی نفسیات کو سمجھنے اور لوگوں کا باہم ایک دوسرے سے میل جول اور نفسیاتی ہم آہنگی حاصل کرنے کے لیے ابلاغ کا ہونا بہت ضروری ہے۔

۲۔ بہترین اور موثر زریعہ ابلاغ معاشرے کے مختلف طبقات کا آپس میں باہمی رشتہ جوڑنے کا باعث بھی بنتا ہے۔

۳۔ ابلاغ ہماری معاشرتی ضرورت اور دائرہ کار کے لیے اہم اور لازمی جزو ہے نہ صرف یہ بلکہ کسی بھی ملک کے حالات واقعات کو جاننے کے لیے ابلاغ سے منسلک ہونا بہت ضروری ہے۔

۴۔ ابلاغ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ہماری فکری اور تخلیقی رویوں کو عملی رنگ پہنانے کا باعث بنتا ہے۔

۵۔ ابلاغ مختلف سماجی رابطوں کا بہترین اور آسان زریعہ بھی سمجھا جاتا ہے۔

۶۔ ابلاغ جہاں معاشرے سے منسلک مختلف طبقات کی رہنمائی کرتا ہے وہاں یہ لوگوں میں یہ شعور بھی بیدار کرنے کا باعث بنتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر فیصلہ کو مثبت انداز میں ملک اور معاشرے کے مفاد میں کریں۔

۷۔ ابلاغ لوگوں کے درمیان فاصلے کم کرنے اور اجنبی ہونا یا نا مانوسیت کے تاثر کو ختم کر دینے کی سب سے بڑی وجہ بنتی ہے اور باہمی روابط کے رشتوں کو مضبوط کرتا ہے۔

۸۔ لوگوں کے درمیان اور مما لک کے درمیان کشیدگی اور غلط فہمیاں کم کرنے کا ذریعہ ہے۔

۹۔ ابلاغ کے ذریعے تعلیم کے حصول کو ہر سطح پر فروغ حاصل ہوتا ہے اور لوگوں میں شعور اور آگہی پیدا ہوتی ہے۔

۱۰۔جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ابلاغ کا نظام اور اس کا حجم مثبت اور بہتر انداز میں اپنا سفر جاری رکھتا ہے جس سے معاشرے کی تشکیل اور بقاء کا انحصار بھی کافی حد تک قائم رہتا ہے۔

سوال نمبر8۔ ابلاغ کے مختلف نظریات بیان کریں۔ (20)

جواب۔

ابلاغ کے مختلف نظریات۔

پریس کے وظائف اور آزادی اظہار کی حدود وقیود میں توازن اور عدم توازن کا سلسلہ ہر دور میں بنتا بگڑتا رہا ہے۔کسی معاشرے میں سماجی اور سیاسی ڈھانچے کی بنیاد ان کےخاص فلسفیانہ اور سیاسی توجیہات پر ہوتی ہے۔جو انسانی معاشرے اور ریاست سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ریاست کی ابتدائی چکل وصورت سے لے کر آج تک یہ مسئلہ کسی نہ کسی صورت میں حکمرانوں اور عوام کے درمیان وجہ نزاع بنتا رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مختلف ادوار ور مختلف معاشروں میں مختلف نظریہ ہائے ابلاغ نے فروغ حاصل کیا۔عمومی طور پر ہم ابلاغ عامہ کے نظریات کو پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی،پی ایچ ڈی،ایف اے اساتذہ کی ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0343-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ابلاغ کے مختلف نظریات: پریس کے وظائف اور آزادی اظہار کی حدود و قیود میں توازن اور عدم توازن کا سلسلہ ہر دور میں بنتا بگڑتا رہا ہے۔ کسی معاشرے میں سماجی اور سیاسی ڈھانچے کی بنیاد ان کے خاص فلسفیانہ اور سیاسی توجیہات پر ہوتی ہے۔ جو انسانی معاشرے اور ریاست سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ریاست کی ابتدائی شکل و صورت سے لے کر آج تک یہ مسئلہ کسی نہ کسی صورت میں حکمرانوں اور عوام کے درمیان وجہ نزاع بنتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف ادوار و مختلف معاشروں میں مختلف نظریہ ہائے ابلاغ نے فروغ حاصل کیا۔ عمومی طور پر ہم ابلاغ عامہ کے نظریات کو پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ مقتدرانہ یا مطلق العنانیت کا حامل نظریہ ابلاغ ۲۔ آزادی پسندانہ نظریہ ابلاغ ۳۔ سماجی ذمہ داری پر مبنی نظریہ ابلاغ

۴۔ اشتمالی نظریہ ابلاغ ۵۔ اسلامی نظریہ ابلاغ

ان تمام تر نظریات میں اپنی اپنی بساط کے مطابق لچک اور توازن پایا جاتا ہے اس سلسلے میں ان نظریات کا حجم اپنی ضروریات کے مطابق ڈھلتا ہوا نظر آتا ہے ان نظریات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مقتدرانہ نظریہ ابلاغ: یہ نظریہ نشاۃ ثانیہ کے آخری دور میں مقتدرانہ فضا میں پیدا ہوا اور سترھویں صدی میں مختلف معاشروں میں عروج پر پہنچا۔ اس نظریے کے بانیوں میں سب سے پہلا نام افلاطون کا لیا جاتا ہے افلاطون کے علاوہ اس نظریے کے حامیوں میں مکیاولی، ہابس، ہیگل، اور ٹائسکی کا نام نمایاں ہیں۔ افلاطون کے مطابق ''اگر ریاست میں اختیارات کو بہت سے افراد میں تقسیم کر دیا جائے تو اس سے معاشرے میں تفرقہ بھی پھیلے گا اور اس میں تنزلی اور بحران بھی شدت اختیار کر جائے گا اس لیے حاکم کو چاہیے کہ ریاست کے انتظام میں عوام کے عمل دخل کو محدود کرے'' اس نظریے کے مطابق ''ریاست میں آزادی کی حدود و قیود کے علاوہ فرد کے درجات کا تعین کرنے کے کلی اختیارات ریاست کو ہی حاصل ہونا چاہیے'' عام طور پر اس نظریے کو فروغ دینے والے محرکات میں حکمرانی کے اس تصور نے کہ کچھ لوگ پیدائشی طور پر برتر و بالا ہوتے ہیں نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے اقتدار چند اور مخصوص ہاتھوں میں رہتا ہے او روہ نسل در نسل حکومت بھی کرتے رہتے ہیں۔ یوں اس نظریے کے مطابق مرتبے، حیثیت، طاقت، دولت، اور خاندانی جاہ وحشمت والے ہی اقتدار کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ دوسری طرف پادریوں نے اپنے اقتدار کے لئے یہ جواز تلاکیا کہ چونکہ وہ بہت نیک اور پارسا لوگ ہیں اور خدا کی طرف سے بھی بھیجے گئے ہیں اس لئے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ وہ اقتدار پر قابض رہیں اور حکمرانی بھی حقیقت میں انہی کا حق ہے۔ بعد ازاں آمریت کے علمبردار اور پادریوں نے اسے باقاعدہ فلسفے کی شکل میں ضبط تحریر میں لانے کے لئے اس وقت کے دانشوروں اور فلسفیوں سے سند جواز حاصل کیا۔ یوں اس نظریے کو اس سیاسی فلسفے کی حیثیت سے آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر لیا گیا۔ اس سیاسی فلسفے کو جن حکمرانوں نے قبول کیا ان میں انگلستان سے ٹیوڈوز بادشاہوں کے علاوہ ہیپس، برگ بھی شامل ہے۔

آزاد پسندی کا نظریہ: مطلق العنانیت کے نظریہ ابلاغ سے آزاد نظریہ ابلاغ تک ایک طویل سفر ہے۔ کہیں اٹھارویں صدی عیسوی کے اواخر میں مطلق العنانیت کے نظریات سے آزادی اور نجات کا حصول ممکن ہوا ہے۔ آزادی پسندی کے نظریہ ابلاغ کے فروغ میں جو عوامل کارفرما ہیں ان میں سائنسی، جغرافیائی دریافتیں، انسانی شعور کی بیدار، متوسط طبقے کا عروج تحریک اصلاح، چرچ کے خلاف ردعمل اور روشن خیالی وغیرہ شامل ہیں ان تمام عوام کے نتیجے میں عقلیت کے تصور کو بھی فروغ حاصل ہوا اور کائناتی مسائل کے عقلی تجزیے کے نتیجے میں عوام میں شعور پیدا ہوا۔ تحریک اصلاح نے کامیابی کے ساتھ مذہبی اور سیاسی امور میں کلیساء کی مقتدر حیثیت کو بھی چیلنج کیا اور دنیاوی امور میں مطلق العنانی کے نظریات کو زک پہنچائی۔ ڈیکارت، لاک، جیفرسن، اور دوسرے مفکرین نے اس نظریے کو دانشورانہ بنیاد فراہم کی۔ انہوں نے انداز مطلق العنانیت کے نظریہ پر کاری ضربیں بھی لگائی۔

اشترا کی نظریہ ابلاغ: اشترا کی نظریہ ابلاغ کو آمریتی نظریہ ابلاغ سے بہت قرب حاصل ہے۔ یہ نظریہ لینین اور اسٹالن کی توضیحات کے مطابق مارس کے افکار سے پیدا ہوا۔ اس نظریے کی غایت اجتماعیت ہیا اور یہ اقتصادی جبریت میں یقین رکھتا۔ جس سے مراد تاریخ کی ایک ایسی اقتصادی توضیح ہے جس سے تمام سماجی قوتوں اور عوامل کو خارج رکھا گیا ہے۔ سوویت پریس پر کمیونسٹ پارٹی، مقامی اداروں اور پروپیگنڈہ کے مرکزی شعبوں کی جانب سے سخت نگرانی اور کنٹرول تھا پارٹی کی ذمہ دار عہدے دار ایڈیٹروں کو مسلسل ہدایات جاری کرتے رہتے تھے کہ کس موقع پر کیا شائع کرنا ہے۔ اور اسے کس انداز میں پیش کرنا ہے۔

اٹلی کے پروفیسر انگلز کے مطابق: روس میں طباعتی صحافت یعنی پرا وا از ویسنیا آٹو پلانٹ ورکر وغیرہ کی انتظامی اور نظریاتی نگرانی کے لئے پریس کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ کمیونسٹ پارٹی کے ارکان ان کمپنیوں کے کرتا دھرتا ہیں۔ کمیٹیوں کے انارکان کی اہمیت ان اخبارات میں کام کرنے والے ہر شخص سے کہیں زیادہ ہے۔ اخبارات پر نگرانی کا ایک اور دائرہ سنسر شپ ایجنسی گلیولٹ کی صورت میں بھی موجود ہے۔

مختصر یہ کہ اس نظام میں ذرائع ابلاغ کا متعدد اشترا کی تعمیر نو کا کام کرنا اور محنت کش طبقے پارٹی اور سوویت ریاست کی قوت کو بڑھانا ہے۔

سماجی ذمہ داری کا نظریہ: ابلاغ کے سلسلے میں مطلق العنانیت آزاد پسندی اور کمیونسٹ نظریات نے جس انداز سے کام لیا۔ اس سے بے اطمینانی پھیل رہی تھی۔ یہی اطمینانی حقیقتا سماجی ذمہ داری کے نظریے کی بنیاد ٹھہری، یہ نظریہ عوامی خدمت کو ابلاغ عامہ کے مقابلے میں کوئی بھی دوسری منعصت یا مصلحت کو ثانوی حیثیت دیتی ہے۔

1۔ سماجی ذمہ داری کا نظریہ متعدد نظریات کا مرکب اور روشن خیالی کے عالمی تصور کی پیداوار ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشقاتی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03415504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

2۔ عوام میں یہ احساس پیدا ہوا کہ آزاد پسندی نظریہ عوام کے مفادات کے تحفظ کے سلسلے میں ان کی توقعات پر پورا نہیں ہوتا۔اس چیز نے سماجی ذمہ داری کے نظریہ کو تقویت بخشی۔

پریس پر مختلف نقطہ ہائے نظر سے ہونے والی تنقید کو پیٹرسن نے اس طرح بیان کیا ہے۔

1) پریس کے مالکان اپنے ذاتی نظریات کی تشہیر کرتے ہیں۔اور سیاسی اور اقتصادی امور میں مخالفانہ نظریات کو روکتے ہیں۔

2) پریس سماجی عمل میں رکاوٹ ہے۔

3) پریس خبروں کی ترسیل کی بجائے سطحیت اور جذباتیت کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

4) صحافت سے عوام کے اخلاق کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔

5) پریس پر سرمایہ داروں کا قبضہ ہے۔

ہر معاشرے میں اپنی اپنی ذمہ داریوں کا ایک الگ سے دائرہ مقرر کر رکھا ہے۔مثلا

1) نظریہ مطلق العنانیت میں حکومتی پالیسیوں اور آمروں کے نقطہ نظر کا فروغ پریس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

2) نظریہ آزادی عوام کی صحیح ترجمانی،رائے عامہ کی اولیت اور آزادی کے فروغ کو صحافت کی بنیادی ذمہ داری قرار دیتا ہے۔

3) اشتراکی نظریے کے مطابق پریس ذمہ دار ہے۔

الف) کمیونسٹ آئیڈیالوجی کی تعلیم کے فروغ کا۔ ب) اشتراکی حکومت کی پالیسیوں کی تشہیر فروغ کا۔

ج) محنت کشوں کے حقوق کی علمبرداری کا۔

4) اسلامی نظریہ صحافت کے مطابق ہر صحافتی ادارہ

الف) اللہ کے آگے جوابدہ ہے۔ ب) قرآن وحدیث کا پابند ہے۔

ج) اللہ کے بندوں کے آگے جواب دہ ہے۔ د) خبر کو پھیلانے کا ذمہ دار ہے۔

ر) شر کے خلاف جدوجہد کرنے کا پابند ہے۔

آزادی صحافت کے کمیشن نے پریس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے بعض تجاویز پیش کی ہیں۔

1) پریس واقعات کی سچی،جامع اور قابل فہم رپورٹ پیش کرے۔

2) پریس تنقید اور آراء کے تبادلے کا ایک فورم فراہم کرے۔

3) پریس معاشرے کے تمام طبقوں اور گروہوں کی نمائندہ تصویر پیش کرے۔

4) معاشرے کی اقدار اور مقاصد کی توضیح پریس کی اہم ذمہ داری ہے۔

5) پریس اپنے قارئین کو واقعات تک مکمل رسائی فراہم کرے۔

ذرائع ابلاغ کو ایسی تمام سرگرمیوں سے گریز کرنا چاہیے۔جو جرم و تشدد کا ارتکاب،شہری بدامنی،یا اقلیتی گرہوں کو نقصان پہنچانے کا باعث بنیں۔

اسلامی نظریہ ابلاغ: ارسطو نے اپنی کتاب ''فن بلاغت'' میں ابلاغ کے عمل کو تین سرد یوں پر مشتمل قرار دیا۔یعنی پیغام رساں،پیغام اور وصول کنندہ،ابلاغ کا اسلامی تناظر میں تجزیہ کیا جائے تو پیغام رساں کو اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔پیغام رساں کا صابر،آمین،راست گو اور مخلص ہونا لازمی ہے۔وہ پیغام کی سچائی پیغام کو آگے بڑھانے سے پہلے پیغام کے تمام پہلوؤں پر غور کرتا ہے۔اور اعتبار سے لے اعتباری کے قوی یا ضعیف ہونے کا تعین کرتا ہے۔

ایک اسلامی ریاست یا معاشرے میں پریس کی صورت حال یا آزادی کا دائرہ کار اسلامی ریاست کے ان اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔جن کا تعلق آزادی،حقوق،افراد اور گروہوں کے فرائض سے ہے۔اسلام میں ابلاغ کے لفظ سے مراد نیکی کا فروغ ہے۔

یہ لفظ ''بلغ'' سے ماخوذ ہے۔جس کے معنی پھیلانا اور پہنچانا،اسی سے لفظ ''تبلیغ'' بنا ہے۔

اسلامی نظریہ ابلاغ کی اصطلاح سامنے آتے ہی تقریر،تحریر اور اظہار تقریری کا ایسا تصور سامنے آتا ہے۔

اسلامی نظریہ صحافت کے مطابق پریس کی پالیسی نیکی کو فروغ دینے اور بدی کو مٹانے کے اصولوں پر مبنی ہوگی۔جہاں تک ذرائع ابلاغ کی ملکیت کا تعلق ہے۔یہ نجی، سرکاری یا گروہی ملکیت ہو سکتی ہے۔

اسلامی ریاست اپنی ساخت،افعال اور مقاصد میں مثالی ہے۔

اسلامی ریاست میں صحافت بنیادی وظیفہ وں کو مذہبی روح پر مبنی اطلاعات،تعلیم اور تفریح فراہم کرنا ہے۔

اسلامی معاشرے کا پریس درحقیقت اسلام کے فروغ اور تحفظ اس کے فروغ اس کے دفاع اور اس کے دشمنوں سے نبرد آزمائی کا ایک موثر ہتھیار ہے۔لیکن اس کی کاٹ اسی صورت میں برقرار رہ سکتی ہے۔جب اس کی بنیاد صرف قرآن وسنت ہوں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ،بی ایڈ، بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سوال نمبر 9۔ ابلاغی عمل کے عناصر بیان کریں نیز موثر ابلاغ کے تقاضوں پر بحث کریں۔

جواب:

ابلاغی عمل کے عناصر: ابلاغی عمل کے عناصر سے مراد اس کے وہ بنیادی تقاضے ہیں جو اس کو عام فہم میں مکمل بناتے ہیں کوئی پیغام دینے کے بعد اس کی کامیابی کی مکمل تصیح نہیں کی جاسکتی جب تک اس پر نظر ثانی نہ کی جائے اس عمل کے دوران پیغام رساں اور اس کے وصول کرنے والے دونوں پر لازم ہوتا ہے اس کو اغلاط سے پاک کرنا چاہیے اس کا بہتر اور پہلا عنصر یہ ہے کہ اس پر مکمل توجہ دے کے اس کی پروف کی جائے موئثر ابلاغ میں اس بات کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ یہ خبر کس قدر جاذب نظر یا معمولات پر اثر ڈالنے والی ہوگی پھر بھی کوشش یہی کرنی کہ وہ معاشرے کے حالات واقعات سے بھی مطابقت رکھتے ہوں۔ پیغام رساں اور ع اس کی صورت ایسی ہونی چاہیے کہ سامع یا قاری کی توجہ اپنی طرف بھی مبذول کرائی جائے۔اس کے علاوہ پیغام کا مطلب سمجھانے لکے لیے ضروری ہے کہ پیغام دینے والا ایسے الفاظ علامتیں ،تشبیہیں ،اور استعارے استعمال میں لائے جن کے متعلق اس کے سامعین اور اس کے اپنے تجربات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہوتا کہ ابلاغ کا عمل موئثر اور جاندار ہو سکے اور سب کو سمجھنے میں بھی آسانی پیدا ہو۔

مؤثر ابلاغ: عام الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ابلاغ کا مقصد دراصل پیغام وصول کرنے والے کے ریوے میں تبدیلی پیدا کرنا ہوتا ہے۔لہذٰ ابلاغ کا بنیادی مقصد دراصل رویئے میں تبدیلی ہے رویے میں تبدیلی ابلاغ کے اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔دوسرے الفاظ میں ابلاغ کے پیغامات کی تیاری کا ایک طریقہ کار ہونا چاہیے جس کی بدولت ہم اندازوں اور اذہان میں بہتری لا سکتے ہیں پیغام ترتیب دیتے ہوقت متعلقہ لوگوں کا ماحول اوعران کی ذہنی سطح کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے ایسے الفاظ ،علامتیں ،اشتعارات ،اور تشبیہات نہ استعمال کیے جائے جن سے لوگ ناآشنا ہوں۔ مئوثر ابلاغ کے عمل میں پیغام ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔مثلاً اگر آپ کسی ایسی چیز کا نام لیتے ہیں جس سے متعلقہ سامعین آگاہ نہیں ،انہیں اس شے کا علم یا تجربہ بھی نہیں ہے تو ابلاغ کا مقصد اور اس کا مطلب ناکامی سے دوچار ہو جائے گا۔لیکن اگر آپ کسی ایسی چیز کا نام لیتے ہیں جس سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد آشنا بھی ہو اور اس سے مانوس بھی ہے تب جا کر اس سے متعلق کوئی بھی خبر ابلاغ کے لیے مئوثر اور جاندار ثابت ہوگی۔ ان تمام عوامل کی روشنی میں ابلاغ کے چند تقاضے بیان کیے جاسکتے ہیں اور انہی کو ابلاغ کا مقصد بنا کر استعمال کیا جاسکتا ہے ابلاغ کے بنیادی اور اہم تقاضے درج ذیل ہیں۔

ابلاغ کے مؤثر تقاضے: ابلاغ کا عمل ہر حال میں اختتام کا متلاشی بھی ہوتا ہے اور اسے ہر حال میں لوگوں تک اپنی کارستانی اور پہچان کو ممکن بنانا ہوتا ہے اس لیے وہ تمام محرکات جو محتاط سے پیش کیے جاسکتے ہیں مئوثر ابلاغ کا خاصہ ہو سکتے ہیں مئوثر ابلاغ کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں سے لیکر اس عمل میں شامل تمام افراد کو مثبت سوچ کے ساتھ اس عمل کو جاری وساری رکھنا چاہیے۔ابلاغ کے مئوثر تقاضوں میں چند بنیادی اور چیدہ چیدہ عوامل درکار ہوتے ہیں۔

زبان کا استعمال۔ کرہ ارض پر سینکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں۔ان کے الگ الگ الفاظ اور جدا مفہوم و مطالب ہوسکتے ہیں زبان تحریری بھی ہوسکتی ہے اور محض بول چال کے لیے بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔اشاروں سے بھی زبان کا کام لیا جاسکتا ہے اور گرافکس سے بھی غرض ابلاغ کے عمل میں زبان رکاوٹ بھی بن سکتی ہے۔اور معاون بھی۔اگر یہ سننے والے کی سمجھ سے بالا ہے تو یہ رکاوٹ ہے اور اگر زبان کے الفاظ اس کے تجربے میں شامل ہیں اور سننے والے کو صحیح فہم و ادراک عطا کرتے ہیں تو پھر یہی زبان معاون کا کردار ادا کرتی ہے۔

سماجی اور اقتصادی پہلو۔ ابلاغ کے مئوثر ہونے کا دارومدار معاشرے کے محرکات اور اس کے بنیادی پہلوؤں پر بھی مبنی ہوسکتی ہے۔مئوثر ابلاغ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ پیغام رساں کو سامع استعمال اور اسے حاصل کرنے کے لیے ابلاغ کے کن کن ذرائع کا استعمال کرنا لازمی اور ممکن ہوسکتا ہے۔عام طور پر ابلاغ کی دو بنیادی رکاوٹیں ہیں جن کی تفصیل اور احوال کچھ یوں ہے

نفسیاتی پہلو۔ اگر پیغام دینے اور وصول کرنے والوں کے تجربات ،علم اور مطالعہ میں ہم آہنگی نہ پائی جائے تو یہ ابلاغ کی نفسیاتی رکاوٹوں میں سے ایک بڑی رکاوٹ ہے ایک سائنسدان نیوٹن کے قانون پر لیکچر دے رہا ہیا وعراس کے سامنے ناخواندہ افراد بیٹھے ہیں ایسی صورت میں ابلاغ ناکام ہوگا۔کیونکہ منزل اور ماخذ کیعلم ،تجربات اور مطالعے وغیرہ میں ہم آہنگی کا فقدان ہے جس کے نتیجے میں ابلاغ ناکام ہوا لیکن اگر یہی لیکچر ایم اس سی فزکس کے طلبہ کو دیا جائے تو ابلاغ کامیاب ہوگا۔کیونکہ منزل اور ماخذ کے تجربات اور مطالعے میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔اس طرح اگر کوئی سیاست دان دیہات میں جا کر تقریر کرنا چاہے تو اس کی تقریر اس وقت لوگوں پر اثر کرے گی جو وہ دیہاتیوں کے علم اور شعور کے پیمانے کے مطابق الفاظ استعمال کرے۔ابلاغ کو کامیاب بنانے اور اس قسم کی رکاوٹ پر غلبہ پانے کے لیے ضروری ہے کہ پیغام دینے ولاے اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ وہ جس طبقے کو پیغام دے رہے ہیں وہ اس طبقے کے علم شعور ،اور عقل کے عین مطابق بھی ہو تبھی جا کر ابلاغ کا اصل مقصد صیحح معنوں میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ذہنی پس منظر۔ ابلاغ کی راہ میں ایک اور اہم اور بڑی رکواٹ ذہنی پس منظر بھی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ پیغام دینے والا کسی چیز یا واقعے کو اپنے انداز فکر یا تصور سے دیکھتا ہے جب کہ اسی چیز یا واعے کو پیغام وصول کرنے والا اپنے انداز فکر اور تصور کے مطابق دیکھتا ہے۔یعنی دونوں کی اپنی اپنی سوچ ہے اور سمجھنے کا زاویہ ہے اور اس زاویہ کے مطابق وہ پیغام کو اپنے الگ رنگ سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے بعض اوقات یا تو ابلاغ کی اس خبر یا پیغام کا مطلب بدل جاتا ہے یہ فوت ہو جاتا ہے اور مقاصد کے تعین میں بھی دشواری پیش آتی ہے سمجھانے والا کچھ بتانا چاہتا ہے لیکن دونوں اطراف سے اپنی بساط کے مطابق اسے کچھ معنوں میں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

استعمال کیا جانے لگا ہے یہ عمل بھی ابلاغ کی وجہ سے ہی پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات آپس میں غلط فہمیاں یا بات کو صحیح طور پر نہ سمجھانے سے بھی یہ تاثر پیدا ہو جاتا ہے جو ابلاغ کی نفسیاتی رکاوٹوں میں ایک اہم اور بنیادی مسئلہ سمجھا جا سکتا ہے۔ چیز نے سماجی ذمہ داری کے نظریہ کو تقویت بخشی۔ عوام کی حکومت کا سب سے بڑا دعویدار مفکر جیفرسن جو ''اخبارات سے محروم حکومت'' پر ''حکومت کے بغیر اخبارات'' کو ترجیح دیتا تھا، مزاج ہونا چاہیے اس کا مطلب یہی ہوگا کہ پیغام رساں اپنے سامعین سے واقف ہیں۔ ان کی بود و باش اور ان کی سماجی و اقتصادی درجہ بندی سے آگاہ ہے۔ وہ اس لحاظ سے بھی کامیاب ہیکوشش کرتی ہے کہ ان کا امیدوار عوام یا اس علاقے کے لوگوں کی امیدوں پر پورا اترے گا۔ یہ تمام باتیں ابلاغ میں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ان کے لیے اپنے مقاصد کا اور ابلاغ کو مؤثر بنا سکتا ہے کہ وہ سامع کی زبان، اقدار، لباس اور عقیدہ سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔ پیغام رساں کو بروقت با معنی اور معروضی صورت حال کے عین مطابق ابلاغ کرنا چاہیے جب اسے یقین ہو جائے کہ ابلاغ کی تمام رکاوٹیں دور کر دی گئی ہیں اس کے لیے مناسب ذرائع ابلاغ کا چناؤ بھی کر لیا گیا ہے۔ اور وہ پیغام جو اچھی طرح سے خوبصورت کر کے پیش کیا جانا تھا وہ اپنے پایا تکمیل تک بھی پہنچا دیا گیا ہے تو ابلاغی رکاوٹ کا یہ مسئلہ سماجی پہلوؤں کے حل میں مددگار بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

پیغام رسانی کا عمل۔ مؤثر ابلاغ کے لیے اہم اور بنیادی عمل یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ تمام تر پہلوؤں کے باوجود ابلاغ کے عمل کو پایا تکمیل تک پہنچانے کے لیے اس عمل کو کس طرح دیرپا اور جاندار بنایا جائے تا کہ کسی بھی قسم کی رکاوٹ کا کسی بھی وقت اندیشہ نہ ہو سکے مزید براں بعض اوقات لوگوں میں یہ بھی خام خیالی پائی جاتی ہے کہ ابلاغ کے عمل میں آنے والی خبریں سچی بھی ہیں یا بے بنیاد بنا کر پیش کی جاتی ہے خصوصاً جب کسی پارٹی یا شخص کے بارے میں کسی بھی قسم کا پروپیگنڈہ بنایا جا رہا ہو تو یہ سوال سب سے پہلے ذہن میں آتا ہے کہ آیا اس شخص کے لیے کہی جانے والی بات یا اس کے خلاف بات سچ پر بھی مبنی ہے یا اس کا وجود ہی نہیں ہے اس عمل کو پایا دار اور جاندار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ابلاغ میں حقائق کو کسی بھی صورت میں چھپانے کی کوشش نہ کی جائے نہ ہی کسی بھی صورت میں کسی گروہ یا حکومت کے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھ کر کوئی خبر چھاپی جائے اس کا بہترین حل بھی یہی ہے کہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ بیان کیا جائے تا کہ لوگوں میں انارکی اور تنفر کے تعصب کی نفی کے ساتھ ساتھ اعتمادی کی فضا برقرار رہے اس کا سب سے بڑا فائدہ ہر حال میں ابلاغ کو ہی ہو گا اور مواصلات کے ساتھ ساتھ ابلاغی عمل میں بھی ترقی آتی جائے گی۔

سوال نمبر 10۔ ابلاغ کے ماڈلوں پر تفصیل سے نوٹ لکھیں۔

جواب۔ ابلاغی ماڈل: ابلاغی ماڈلوں کا مطلب ابلاغ کے عمل کو مؤثر اور زیادہ کارآمد بنانا ہے۔ ابلاغ عامہ کے مختلف نظریات کا مطالعہ ممکن نہیں ہے اور نہ ہی ابلاغی عامہ سمجھنا اور اس کی وضاحت کرنا آسان ہے کیونکہ یہ عمل ذرائع ابلاغ کا ایک اہم اور مشکل حصہ ہے اور اس کے وجود کا اقرار بھی باہم لازم و ملزوم ہیں۔ کسی بھی نظریہ ابلاغ پر علمی بحث شروع کرنے سے پہلے اس کے متعلق ماڈل پیش کرنا بہت ضروری ہوتا ہے اس سے اس بات کا اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے کہ عمل ابلاغ یا کوئی بھی علم کس حد تک جاندار اور آگے جا کر کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ جب کہ کسی عمل کے متغیرات کے باہمی تفاعل نیز معروض اسے عوامل اور قوتوں کے باہمی عملی تعلق کی وضاحت بھی مختلف ماڈلوں کی مدد ہی سے ممکن ہے۔

علامتی اشکال۔ ابلاغی ماڈل خالصتاً علامتی اشکال کی صورت میں ہوتے ہیں جن کی وضاحت لفظوں میں کی جاتی ہے مقصد زیر مطالعہ واقعے کے بنیادی نکات اور اس کے اجزائے ترکیبی کے باہمی تعلق کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ ابلاغ ایک تجریدی عمل ہے جس کا کوئی مادی وجود نہیں ہوتا ہے اس لئے ابلاغی عمل بھی غیر طبعی ہوتے ہیں اور یہ کشتیوں، جہازوں اور راکٹوں کی طرح ماڈلوں کی طرح مادی اجسام نہیں رکھتے۔ یہ ماڈل ان حقیقی واقعات کے نمایاں پہلوؤں اور بنیادی عناصر کی نشاندہی کرتے ہیں جن کو وہ نمائندگی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ابلاغی ماڈل کی اقسام: ابلاغی ماڈل کی اقسام درج ذیل ہیں۔

ارسطو کا ابلاغی ماڈل: ارسطو نے ابلاغی عمل کے تین اجزائے ترکیبی پیش کیے۔

1- مقرر 2- تقریر 3- سامعین اور تین عنوانات: 1- ایسا فرد جو بات کرتا ہو۔ 2- اس فرد کی تقریر 3- تقریر سننے والا فرد

''میری دنیا'' ابلاغی ماڈل: خود کلامی یا ابلاغ یا لذت میں کوئی شخص اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا تفاعل بیرونی دنیا سے نہ ہو۔ یہ ماڈل خود اور دوسروں پر انحصار کرتا ہے۔

تین باتیں ہیں: 1- میری خاموش دنیا 2- میری مبدل دنیا 3- میر لفظی و غیر لفظی دنیا

سیاراتی ابلاغی ماڈل: بین الاقوامی عمل کو جس طرح بیان کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی تفاعل ایک مسلسل اور کبھی نہ ختم ہونیوالا عمل ہے تمام انسان اس میں کسی نہ کسی طرح شریک ہیں۔ اچھے برے عمل اس میں شامل ہیں۔

دلبر شریم کا ابلاغی ماڈل: یہ سادہ نوعیت کا ہے میں وسیلہ بھی نہیں ہے۔ اور جوابی عمل بھی نہیں ہے اس میں 5 اجزائے ترکیبی ہیں۔

1- پیغامبر 2- رمز کاری 3- سگنل 4- رمز شناسی 5- منزل مقصود

دو قدمی ابلاغی ماڈل: یہ ایسی حالتوں میں ہوتا ہے جہاں پر زیادہ لوگ ان پڑھ ہوں اور وہ پیغام کو نہ جان سکتے ہوں یہ لوگ پیغامبر جانتے بھی نہ ہوں یہ لیڈر بناتے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختباری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

ہیں جو کہ ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

کثیر القدمی ابلاغی ماڈل: اس کے مطابق لیڈرز زیادہ تعداد میں ہوں اور ہو مخصوص حالات کے مطابق اپنے رویے اور کردار میں تبدیلی لاتے ہوں۔

معاشی ماڈل: تین عناصر 1- پیغامبر 2- واسطہ 3- وصول کنندہ

ماحول کی معاشرتی پس منظر کو بھی شامل کیا گیا ہے اور اس میں عناصر اور ذیلی عناصر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

شینن ویور ماڈل: پیغام کو پہنچانے کے مختلف مراحل بیان کیے گئے ہیں اور صحیح حالت میں منزل مقصود تک پہنچنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

5 اجزائے ترکیبی: 1- ماخذ 2- ترسیل کنندہ یا مرز کار 3- واسطہ 4- وصول کنندہ 5- منزل مقصود

ترمیم شدہ نظریہ ابلاغ کا ماڈل: میں انسانی ابلاغ کے عمل کی کیفیت کو سمجھنے اور بیان کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

تین گروہوں میں تقسیم کیا:

1- ماخذ 2- پیغام 3- مرز کاری 4- ترسیل

2- واسطہ یا ذریعہ

3- اقاری 2- وصول کنندہ 3- رمز شناس 4- پیغام

بیرلو یا ایس ایم سی آر ماڈل: ماہرین ابلاغیات کو بہت متاثر کیا بہت سی نئی باتوں کو شامل کیا:

1- ماخذ 2- پیغام 3- واسطہ 4- وصول کنندہ

لفظی ماڈل: اس قسم کے ماڈل بہت سے ماہرین نے پیش کیے انہوں نے ابلاغی عمل کے چار اجزائے ترکیبی یعنی ماخذ، پیغام، واسطے، وصول کنندہ کو اپنے ماڈلوں میں شامل کیا۔

اشکالی یا گرافک ماڈل: بہت سے ماہرین نے پیش کیا ماڈل میں اجزا باہم مربوط ہیں۔

1- جارج گربز 2- بروس ویسٹ لے اور میلکم مک لین

3- میل ون ڈی 4- ہائی برٹ 5- وہ ورا کا ماڈل شامل ہیں۔

جارج گربز کا اشکالی یا گرافک ماڈل: پیغام رساں کے شعور میں ادراک آتا ہے E واقعہ کے بارے میں S/E علامات واقعہ کے متعلق SSE موصولہ پیغام SSSE

ویسٹ لے اور میلکم مک لین کا ماڈل: اے: پیغام رساں کے وکیل کا کردار بی: وصول کنندہ

میلون ڈی فیلور کا ماڈل: نے ماخذ ٹرانسمیٹر، سامع اور وصول کنندہ کو ماڈل میں شامل کیا۔

دورا کا ماڈل: یہ ماڈل انتہائی مشکل ہے۔ اس ابلاغ عامہ کے عمل پر ماخذ، پیغام، ذریعہ ابلاغ اور سامع سے بھی زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

سوال نمبر 11۔ ابلاغ کے عمل میں درپیش رکاوٹوں کی اقسام بیان کریں۔ (20)

جواب۔

ابلاغ کے عمل کو مواصلات کے عمل میں تسلسل سے پیش کیا جاتا ہے۔ ابلاغ خود ایک تسلسل کا نام ہے جو پیغام بھیجنے اور وصول کرنے والے کے درمیان موجود ہوتا ہے یا پیدا کیا جاتا ہے۔ عام طور پر ابلاغ کا عمل اس وقت ہی عمل کیا جانا مقصود ہوتا ہے جب اس تسلسل کے درمیان کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو یعنی پیغام اس کا مفہوم اور اس کے اثر آفینی بالکل اس طرح ہو جس طرح پیغام بھیجنے والے کی منشا یا مرضی ہو یہ جبھی ممکن ہے کہ اس سلسلے کی ہر کڑی کا باہمی آپس میں گہرا رابطہ موجود ہو یعنی پیغام بھیجنے والے، پیغام کو نوعیت، پیغام کے ذرائع اور پیغام وصول کرنے والے کے درمیان باہمی ارتباط جو اس سلسلے میں رکاوٹیں پیدا ہونے کی وجہ سے ابلاغ نہ تو مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی موثر۔ اس لیے یہ لازم ہے کہ ان رکاوٹوں کا بھی باریک بینی سے جائزہ لیا جائے۔ ابلاغی رکاوٹ سے مراد وہ غیر مطلوب عمل ہے جو پیغام دہندہ سے شروع ہو کر وصول کنندہ تک تسلسل کے دوران کسی بھی مرحلے پر اس انداز میں حائل ہو کہ دونوں کا طبعی یا نفسیاتی طابطہ برقرار نہ رہ سکے اور پیغام موثر انداز میں اپنی منزل تک نہ پہنچ سکے۔ ایسے تمام عوامل کو پیغام یا ابلاغ کے عمل کو دوران رکاوٹ کا نام دیا جاتا ہے۔

ابلاغی رکاوٹوں کی اقسام۔ کوئی بھی پیغام بھیجتے وقت یہ فکر ضرور لاحق ہوتی ہے کہ آیا ہمارا یہ پیغام سامع یا منزل تک پہنچ گیا ہے یا نہیں اگر پہنچ گیا ہے تو کیا سننے، دیکھنے یا پڑھنے والے پر اس کا اثر پیغام بھیجنے والے کی خواہش کے مطابق ہوا ہے یا نہیں؟ کوئی بھی مشتہر اپنی کسی چیز کا اشتہار دیتے وقت اس بات کا خواہشمند ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کے پیغام کو پڑھے اور اس پر اپنی رائے یا دلچسپی کا اظہار کرے اور اس کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس پر یقین کرے اور اس کے اس اشتہار کا مطلب اور مقصد بھی پورا ہو یعنی اس چیز کا جس کا اس نے اشتہار دیا ہو اس کی خریداری اور مانگ بھی اضافہ ہو تب جا کر مشتہر کا مقصد اور اس کے اہداف کا تعین آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ کوئی سیاسی جماعت انتخاب میں اپنا امیدوار نامزد کرنے کے بعد اس کی صلاحیتوں کے متعلق اخبارات، ریڈیو، ٹیلیویژن، اور ابلاغ کے دوسرے ذرائع سے لوگوں کو بتاتی ہے اور اس بات میں قائل کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے کہ اس عمل کو کیسے پایا تکمیل تک پہنچایا جائے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

طبعی رکاوٹیں۔ کوئی بھی پیغام منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے تو ظاہر ہے کہ پیغام بھیجنے والا اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام ہی ہوتا ہے آپ نے اپنے کسی دوست کو خط تحریر کیا اور اسے ڈاک کے حوالے کر دیا خط میں اپنے دوست کے نام کوئی پیغام بھیجا ہے لیکن اگر یہ خط راستے ہی میں کہیں گم ہو جائے اور آپ کے دوست تک نہ پہنچ سکے تو آپ کا دوست آپ کے پیغام کو سمجھنے سے قاصر ہوگا بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ وہ پیغام اس تک پہنچا ہی نہیں ہوگا۔ یہ ابلاغ کی طبعی حالتوں میں سے ایک حالت ہے اس کے علاوہ اس بات کو وضاحت ہم اس طرح سے بھی کر سکتے ہیں کہ بعض افریقی قبائل جب امداد کے لیے اپنے ساتھیوں کو بلاتے ہیں یا کسی خطرے کا اعلان کرتے ہیں تو ایک خاص انداز سے ڈھول بجاتے ہیں ڈھول کی آواز سن کر قبیلے کے تمام لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ کوئی خاص بات ہے یا کسی بات سے باخبر کرنے یا اطلاع دینے کے لیے یہ ڈھول بجایا جا رہا ہے۔لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ بعض افراد تک تو یہ پیغام یعنی ڈھول کی آواز پہنچ پائے اور بعض تک نہیں تو ہوسکتا ہے کہ وہ یہ پیغام بھی سننے سے قاصر رہے یہ مثال ابلاغ کے رکاوٹوں کی طبعی حالتوں میں سے ایک حالت سمجھی جاسکتی ہے۔اس کی تیسری مثال ایسے دی جاسکتی ہے کہ ایک استاد اپنے شاگردوں کو پڑھاتے وقت تنی دھیمی آواز میں بولے کہ اس کی آواز تمام طالب علم تک نہ پہنچ سکے تو یہ ممکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام بچوں یا طالبعلموں نے اس سبق کو مکمل طور پر سن لیا ہو اور اس پر عمل بھی کیا ہو یا اسے یاد کرنے کی بھی کوشش کی ہو یہ بھی ابلاغ کی طبعی حالتوں میں شامل ہ وسکتی ہے۔اس بات کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ابلاغ کی یہ تمام حالتیں ہیں جن کے باعث پیغام یا منزل تک صحیح طرح نہیں پہنچتا یا سرے سے پہنچتا ہی نہیں ہے۔

نفسیاتی رکاوٹیں۔ ان رکاوٹوں کی نوعیت طبعی رکاوٹوں کی نسبت کافی مختلف ہے یہاں پیغام تو منزل یا پیغام وصول کرنے والے تک پہنچ جاتا ہے لیکن بعض وجوہات کی بناء پر پیغام وصول کرنے والا پیغام کو سمجھنے میں دشواری محسوس کرتا ہے یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ پیغام کے مفہوم کو اس انداز میں نہیں سمجھ پاتا جو پیغام دینے والے کا مقصد ہوتا ہے یا پیغام حاصل کرنے والا کسی اور وجہ سے بھی پیغام سننے، پڑھنے، یا دیکھنے میں ناگوار عمل کا اظہار کرتا ہے۔ پیغام سے رد عمل کی مثال یوں ہے کہ آپ ریڈیو پر کوئی ایسا سٹیشن لگانا چاہتے ہیں جہاں سے آپ اچھے اچھے گانے سن سکیں۔لیکن اپنی خواہش کے اسٹیشن لگانے کے باوجود اگر وہاں سے اچھے گانوں کے بجائے اور کوئی پروگرام نشر ہو رہا ہو یقیناً آپ اس اسٹیشن کو بند کر دیں گے اور کسی اور مشغلے میں مصروف ہو جائیں گے یا اپنی مرضی کے مطابق ٹیپ ریکارڈ سے گانے سننے کے لیے بیٹھ جائیں گے۔اس کو ابلاغیات کی اصلاح میں رد عمل بھی کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 12۔ قومی زندگی میں ابلاغ عامہ کے کردار کی وضاحت کریں۔

جواب: قومی زندگی میں ابلاغ عامہ کا کردار: قومی زندگی میں ابلاغ عامہ کے کردار سے انکار کسی صورت ممکن نہیں۔ ابلاغ عامہ میں نشریاتی اور پریس دونوں طرح کے ذرائع شامل ہیں جو ہماری قومی زندگی میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں:

نشریاتی ذرائع ابلاغ عامہ کا کردار اور اہمیت: نشریاتی ذرائع ابلاغ عامہ کا کردار اور اہمیت نشریاتی اداروں کے بارے میں مکمل آگاہی سے ہم پر واضح ہو جائے گی:

پاکستان میں ٹیلیویژن: پاکستان میں پہلا ٹیلیویژن اسٹیشن نومبر 1964ء میں لاہور میں قائم کیا گیا۔اس کے علاوہ دیگر اسٹیشن ہیں جن کی بدولت پورے ملک میں نشر و اشاعت جاری ہے۔ پاکستان میں ٹیلی ویژن کا کردار اور اہمیت بہت اہم ہے۔ٹیلیویژن پاکستان مختلف قسم کے پروگرامز کا بندوبست کرتی ہے۔ جن میں سیاسی، مذہبی، معاشرتی، اصلاحی، سپورٹس، ماحولیاتی، تعلیمی، فاصلاتی، اور دیگر پرگرامز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیلی ویژن پر براہ راست سہولت کا بندوبست کرتی ہے دنیا میں کوئی بھی اختلافی پروگرام ہو یا افتتاحی براہ راست پیش کرتی ہے۔ ہر گھنٹے بعد ٹیلیویژن پر خبریں براہ راست پیش کی جاتی ہیں۔ فلمیں، اشتہارات، ڈرامے گانے اور دیگر پروگرامز نشر ہوتے ہیں۔اس ٹیلی ویژن کی پاکستان میں بہت اہمیت ہے جس سے معاشرے میں تبدیلی آئی ہا ورنت نئے فیشن بھی اس ہی کی بدولت ملے ہیں۔ الیکشن مکمل طور پر براہ راست دکھایا جاتا ہے۔اور ہر قسم کی سرگرمیوں کا اصلاحی طور پر بندوبست کرتی ہے۔آغاز میں یہ ایک محدود ذریعہ ابلاغ تھا اور اس سے ہر آدمی فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔لیکن موجودہ دور میں پاکستان کی بیشتر آبادی اس سے استفادہ حاصل کر رہی ہے۔

فلم اور تھیٹر: فلم اور تھیٹر بہت اہم اور مقبول ذرائع ہیں انہوں نے بہت جلد مقام حاصل کیا اور عوام میں شہرت حاصل کی۔فلم اور تھیٹر دونوں میں لوگوں کیلئے ایک پیغام ہوتا ہے جن کا لوگوں پر بہت جلد اثر ہوتا ہے۔تھیٹر نے پاکستان میں بہت سے ڈرامہ نگاروں کو جنم دیا ہے اور علم و ادب کو جلا بخشی۔تھیٹر میں بہت محنت اور حاضر جوابی کا کام ہے۔اور لوگوں کے ذہنوں کو اس کی وجہ سے سکون ملتا ہے اور معاشرے میں لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے۔حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ ان فنکاروں کو ہر سہولت دی جائے اور ان کی محنت کا صلہ ہر سال بعد میڈل کی صورت میں دیا جائے۔الغرض تھیٹر ابلاغ کا بہت بڑا ذریعہ ہے فلم نے بھی اپنی پہچان خود کروائی ہے۔ پاکستان میں فلم کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔اور لوگوں میں شعور اجاگر کیا جاتا ہے لوگوں میں صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاتا ہے اور معاشرے میں اخلاقی کردار کو نمایاں کیا جاتا ہے اس لیے فلم پاکستان میں بہت مشہور اور مقبول ہے لیکن آج کل لوگ تین گھنٹوں تک فلم نہیں دیکھ سکتے اس لیے ٹیلیویژن کا رخ کیا ہے۔

کمپیوٹر اور وی سی آر: یہ دونوں بھی مفید ذرائع ابلاغ ہیں موجودہ دور میں کمپیوٹر نے ہر شعبے میں نام کمایا ہے اور اب ہر شعبہ اس کے بغیر مکمل نہیں کیونکہ کمپیوٹر میں تمام ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا ہے۔اور اس کو ترتیب میں رکھا جاتا ہے۔کمپیوٹر سے انٹرنیٹ کی بدولت ہر قسم کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔اور گھنٹوں کا کام منٹوں میں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختلافی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
0331-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

کیا جاسکتا ہے۔موجودہ دور میں اس کا بڑا اسکوپ ہے۔اور اس نے پاکستان اور پوری دنیا پر مفید اثرات مرتب ہوئے ہیں۔اس کو مثبت اور منفی دونوں طریقوں سے یوز کیا جاسکتا ہے۔اس سے ایسی ویب سائٹ بنائی جاسکتی ہیں اور پھر دوسری ویب سائٹ سے مدد لی جاسکتی ہے۔وی سی آر پر وگرامز کیسٹوں سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے یہ کیسٹیں محفوظ ہو جاتی ہیں جو کہ عرصہ دراز تک کام آسکتی ہیں۔پاکستان میں دونوں عوامل نے بڑی ترقی حاصل کی ہے اس لیے مفید ذرائع ابلاغ ہیں۔

ریڈیو کا کردار: پاکستان میں ٹیلیویژن کے بعد ریڈیو کا کردار آتا ہے ریڈیو پر اگرچہ تصویر نہیں آتی لیکن پھر بھی اس کی اہمیت اور کردار بہت زیادہ ہے وہ دیہات جہاں پر بجلی نہیں وہاں پر بھی ریڈیو کی سہولت سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ریڈیو کی ایجاد بہت اہم ہے۔1965ء کی جنگ میں ریڈیو نے اتنا بھر پور کردار ادا کیا ہے کہ ایک طرف تو فوجیوں میں جذبہ پیدا کیا اور دوسری طرف لوگوں کو ان کی مدد کے لیے تیار کیا اور لوگوں میں حب الوطنی اس طرح اجاگر کیا کہ مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔

اسکے علاوہ ریڈیو، پر ڈرامے، خبریں، موسیقی، اصلاحی پروگرامز کا بندوبست ہوتا ہے۔پاکستان میں اسٹیشن اسلام آباد سنٹر پر دن 7:00 تا 12:00 قرآن مجید کی تلاوت کا بندوبست ہوتا ہے اور بعد میں دیگر پروگرامز پرائیویٹ سنٹروں پر بھی ہر طرح کے پروگرامز نشر کیے جاتے ہیں۔

قومی زندگی میں پرنٹنگ پریس کا کردار: پرنٹنگ کا کردار بہت اہم ہے اس کی بدولت کتابیں، رسالے، کتابچے اور دیگر اخبارات ہر لحاظ سے اہم ہے۔

اخبارات کا کردار: اخبارات کا کردار کسی بھی ملک میں بہت اہم ہے جس کی اہمیت اور کردار اس کی خدمات سے واضح ہوتی ہے۔پاکستان مین ہر شہر سے اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔جن میں سرکاری اور نیم سرکاری اخبارات شامل ہیں بعض مما لک کیطرح واحد پاکستان بھی وہ ملک ہے جس میں صحافیوں کا سیاست دانوں کیساتھ ہر وقت رابطہ رہتا ہے اور ہر خبر کو حاصلکر تے ہیں حالانکہ اس عمل کی بدولت ان کو بعض اوقات زخمی بھی ہونا پڑتا ہے۔اخبار میں ہر قسم کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ہر اہم خبر کا مقام اعلیٰ ہوتا ہے ملک کی ہر سرگرمی کو اس میں نوٹ کیا جاتا ہے اور ہر منفی اور مثبت پہلو کو اجاگر کیا جاتا ہے۔اور معاشرے کو آئینہ دکھا یا جاتا ہے اس لیے پریس کا کردار اور اہمیت پاکستان میں بہت اہم ہے۔

قومی تعمیر میں اشتہارات: اشتہارات ہر خبر اور سرگرمی کے لیے ملک میں اہم تصور کیے جاتے ہیں۔کیونکہ یہ ہر سرگرمی کر فروغ دیتے ہیں۔اور اسکی اہمیت میں اضافہ کرتے ہیں۔یہ تصادم اور مسابقت دونوں کو فروغ دے سکتے ہیں۔اور معاشرے میں مفید سرگرمیاں بھی فراہم کر سکتے ہیں۔ اشتہارات کا استعمال ہر موقع پر کیا جاتا ہے اور اس سے بے شمار فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔سیاست میں لاکھوں روپے کے اشتہارات کا بندوبست کیا جاتا ہے اور اسکے ذریعے اپنی کامیابی اور فتح کو عبارت کیا جاتا ہے اس لیے ہر شعبے میں ان کا کردار بہت اہم اور اہمیت واضح ہے۔اشتہارات کو اگر مفید پہلوؤں میں استعمال کیا جائے تو پاکستان میں تخریبی عناصر کو کم کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 13۔ نفسیاتی جنگ سے کیا مراد ہے؟ یہ کب اور کیسے لڑی جاتی ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: نفسیاتی جنگ کا مفہوم: نفسیاتی جنگ (Psychological Warfare) کی اصطلاح جنگ عظیم دوم کے دوران امریکہ میں مندرجہ ذیل مفہوم کے ساتھ رائج ہوئی۔

"دو گروہوں کی باہمی کشمکش، سرد جنگ، رسہ کشی اور اس عمل کے دوران ایک دوسرے کے خلاف کیے جانے والے پروپیگنڈہ اور مختلف قسم کے دیگر نفسیاتی حربوں کا استعمال کرکے دشمن کو کمزور کرنے یا اس پر غلبہ پانے کی کوشش کرنا۔"

نفسیاتی جنگ کب لڑی جاتی ہے: جنگ عظیم دوم کے خاتمے کے بعد ایک ہی عشرے میں نفسیاتی جنگ کی اصطلاح امریکہ اور یورپ میں خاصی مقبول ہوگئی۔اور اس پر عمومی اور سائنسی بحثوں کا آغاز ہوگیا۔تاہم یہ اصطلاح غیر واضح اور مبہم ہی رہی کیونکہ اس کی نوعیت اور حدود یا دائرہ کار کے بارے میں مختلف نظریات پائے جاتے تھے۔بعض لوگوں کے خیال میں نفسیاتی جنگ کی اصطلاح صرف فوجی اور جنگی مقاصد وضروریات تک محدود ہے۔اس سے مطابق اس سے مراد فقط ایسا پروپیگنڈا ہے۔جس کا ہدف دشمن قوم کے مخصوص افراد ہوتے ہیں۔اور اس کا مقصد کسی فوجی مشن کی کامیابی میں آسانی پیدا کرنا ہوتا ہے۔جہاں تک نفسیاتی جنگ کے اس نظریے کا تعلق ہے بہت سے ماہرین معاشرتی علوم۔صحافی اور سیاست دان اسے ایک نامکمل نظریہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے تسلیم کرنے سے نفسیاتی جنگ کا دائرہ کار کا بہت ہی محدود ہو جاتا ہے۔

نفسیاتی جنگ کب لڑی جاتی ہے اس کو سمجھنے کے لئے اس کی درج ذیل تعریفات کو سامنے رکھنا ہوگا کیونکہ عوامی اور سائنسی جرائد میں نفسیاتی جنگ کی اصطلاح وسیع تر معنوں میں استعمال ہوتی رہی ہے۔اگر ان تمام معانی ومفاہم کی درجہ بندی کی جائے تو مختلف قسم کی تعریفیں مرتب کی جاسکتی ہیں۔

1- نفسیاتی جنگ سے مراد کسی قوم کی ایسی تمام تر کوششیں ہیں۔جن کے ذریعے وہ غیر اقوام اور حکومتوں کی رائے اور رویے پر اثر انداز ہو کر اسے اپنی پسندیدہ جہتوں میں بدلنا چاہتی ہے اس مقصد کے حصول کے لیے وہ قوم اپنے سیاسی معاشی، اور فوجی مسائل استعمال کرنے کی بجائے دیگر ذرائع کام میں لاتی ہے،

اس نظریے کے حامی تمام ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ نفسیاتی جنگ کا سب سے اہم عنصر اور موثر ہتھیار پروپیگنڈا ہے تاہم اسکے علاوہ دیگر عناصر اور

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0345 5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ذرائع بھی موجود ہیں۔

2-ماہرین کے دوسرے گروہ کے مطابق نفسیاتی جنگ کا دائرہ مندرجہ بالا تعریف میں بیان کردہ حدود سے کہیں زیادہ وسیع ہے اور اس میں پروپیگنڈا کے علاوہ بھی بہت سے افعال شامل ہیں ان کے نزدیک دشمن اقوام کو خوفزدہ کرنے ،ترغیب دینے یا انہیں راست راہ پر لانے کیلئے تشدد جاسوسی تخریب کاری قتل و غارت اور دہشت گردی کی تمام اقسام کا استعمال بھی نفسیاتی جنگ کا حصہ ہے بشرطیکہ ان سب کارروائیوں کا مقصد عوام کے بعض مخصوص گروہوں کے نظریات سے آراء اور رویوں کو تبدیل کرنا ہو۔

نفسیاتی جنگ کا تاریخی جائزہ: ماہرین کا خیال ہے کہ نفسیاتی جنگ کی اصطلاح سب سے پہلے ایک برطانوی مورخ اور جنگی تجزیہ نگار جے ایف سی فلر نے 1920ء میں استعمال کی تھی۔تاہم یہ اصطلاح جن افعال اور سرگرمیوں کے بیان کے لیے استعمال کی جاتی ہے وہ نسل انسانی کی طرح قدیم سے جاری۔ فلر نے 1920ء میں ایک کتاب بھی لکھی۔جو لندن سے شائع ہوئی۔اس کتاب کا نام جنگ عظیم میں ٹینکوں کا کردار تھا۔فلر نے اس میں روتی جنگ کے طریقوں اور ملٹری ٹیکنالوجی کے مستقبل کے بارے میں بحث کرتے ہیں نفسیاتی جنگ کے تصور اور مختلف طریقوں پر بھی روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے کہ وہ وقت قریب ہے جبکہ روتی جنگوں کی جگہ نفسیاتی جنگیں لڑی جایا کریں گے۔جنوری 1940ء میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں پہلی بار نفسیاتی جنگ کی اصطلاح کا استعمال ہوا۔اس مضمون کا عنوان نفسیاتی جنگ اور اس کا طریقہ کار تھا۔اور یہ مضمون ایک امریکی جریدے میں طبع ہوا۔1942ء میں نیویارک سے ایک کتاب جرمن نفسیاتی جنگ کے نام سے طبع ہوئی جس میں یہ اصطلاح استعمال ہوئی لیکن اس کا مفہوم خاصا مختلف تھا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران نفسیاتی جنگ کی اصطلاح وسیع تر معنوں میں استعمال ہوتی رہی اور اس کے پروپیگنڈا کی تنظیم اور ایسے پروپیگنڈا کرنے والوں کے افعال مراد لیے گئے جن کا مقصد بالواسطہ طور پر امریکی افواج کی پشت پناہی کرنا تھا۔جب کہ یہ افراد افواج سے براہ راست تعلق بھی رکھتے تھے۔تاہم اس وقت تک نفسیاتی جنگ کی اصطلاح طویل المعیاد وسیع تر پروپیگنڈا مہم کے معنوں میں عام طور پر استعمال نہیں کی جاتی تھی۔

نفسیاتی جنگ کیسے لڑی جاتی ہے؟ اس جنگ میں بھی عام جنگوں کی طرح ہتھیاروں کا استعمال ہوتا ہے لیکن یہ ہتھیاروں کی ایک مختلف صورت ہوتی ہے اس جنگ میں چند شاطر لوگوں کے دماغ ،مختلف ذرائع ابلاغ ،اور افواہوں وغیرہ کو بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔نفسیاتی جنگ میں ذرائع ابلاغ کا استعمال: نفسیاتی جنگ لڑنے کے لیے کس قسم کے ذرائع ابلاغ کا انتخاب کیا جائے اس بات کا دارومدار اس پر ہے کہ آپ کا ہدف کس قسم کے لوگ ہیں اور ان تک پیغام پہنچانے کے لیے آپ کے پاس کس قدر وقت ہے۔جنگ کی حالت میں عام طور پر مطبوعہ دوورقے اور خبرنامے ہوائی جہازوں کے ذریعے دشمن کے علاقوں میں گرائے جاتے ہیں۔اور طاقتور لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے ان تک پیغام پہنچایا جاتا ہے۔دشمن کے عقب میں دور دراز علاقوں تک پیغام پہنچانے کے لیے متحرک اور ساکن لانگ ویو اور میڈیم ویو ٹرانسمیٹر استعمال کیے جاتے ہیں۔اسی طرح ان علاقوں سے معلومات اور خبریں بھی حاصل کی جاتی ہیں۔قومی سطح پر لڑی جانیوالی سٹریٹجک نفسیاتی جنگ کی صورت میں جن ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جاتا ہے ان کی درجہ بندی دو اقسام میں کی جاتی سکتی ہے۔

i۔سست رفتار ii۔تیز رفتار **سست رفتار ذرائع ابلاغ:** اس قسم کے ذرائع ابلاغ میں اخبار ،رسائل ،کتابیں ،پمفلٹ ،متحرک تصویری فلمیں اور تقاریر وغیرہ شامل ہیں ۔انہیں سست رفتار اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی ترسیل ،ہدف تک پہنچے ،پیغام کی وصولی اور نتائج پیدا کرنے تک سارے عمل ہی ایسے ہیں جن پر بہت وقت صرف ہوتا ہے۔

تیز رفتار ذرائع ابلاغ: اس قسم میں ایسے تمام ذرائع شامل ہیں جن کا انحصار برقی ابلاغ پر ہوتا ہے۔ان ذرائع کی مدد سے خبریں اور دوسرا پروپیگنڈہ مواد یا تو براہ راست نشر کر دیا جاتا ہے۔یا اسے لاسلکی نظام کی مدد سے مقامی نشریاتی اڈوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔جہاں سے وہ متعلقہ عوام تک پہنچا دیتے ہیں۔ان ذرائع میں شارٹ ویو ریڈیو ،ٹیلی ویژن کی براہ راست یا بالواسطہ نشریات اور مواصلاتی سیاروں کے ذریعے پیغام رسانی وغیرہ شامل ہیں۔

نفسیاتی جنگ کے لیے معلومات کی فراہمی: نفسیاتی جنگ میں موثر قسم کی سرگرمیوں اور نتیجہ خیز افعال کے لیے مختلف قسم کی کثیر معلومات و اطلاعات کی ضرورت ہوتی ہے جنکی بناء پر جنگ کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ایسی معلومات کی تین اہم اقسام ہیں۔

ہدف کے بارے میں معلومات: سب سے اہم مفصل اور بنیادی معلومات جن کی نفسیاتی جنگ میں ضرورت پڑتی ہے وہ ہدف کے بارے میں ہوتی ہے یوں تو ہدف (دشمن) کے بارے میں ہر قسم کی معلومات جمع کی جاتی ہیں لیکن خاص طور پر اس کی کمزوریوں ،خامیوں اور ایسے مقامات کی نشاندہی بہت ضروری ہوتی ہے جہاں با آسانی کامیاب وار کیا جا سکے۔یہ معلومات براہ راست یا بلواسطہ ذرائع سے حاصل کی جاتی ہیں جن میں جاسوسی بھی شامل ہے۔جب اس قسم کی معلومات جمع کر لی جاتی ہیں تو ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس سارے عمل کو ہدف کا تجزیہ کرنا بھی کہتے ہیں۔

دشمن کے پروپیگنڈہ مواد کا تجزیہ: اس مقصد کے لیے دشمن قوم (ہدف) کے سرکردہ رہنماؤں کی تقاریر ،تحریروں ،سرکاری سطح پر جاری ہونے والے بیانات اور دوسرے مواد کو جمع کیا جاتا ہے پھر اس کا تجزیہ کر کے اس میں سے ایسی معلومات اور مواد نکالا جاتا ہے جسے دشمن کے خلاف پروپیگنڈہ مہم کے دوران موثر طریقے سے استعمال کیا جا سکے۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے اسائنمٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشتاقی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے، آئی کام بی اے، بی کام ،بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس ایم فل پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائمنٹس کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

نفسیاتی جنگ کے اثرات ونتائج کا جائزہ: ہدف کے بارے میں مفصل معلومات جمع کرنے اور پروپیگنڈہ مواد کی تیاری کے بعد نفسیاتی جنگ کے عملی مراحل کا آغاز ہوجاتا ہے۔اس موقع پر یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ نفسیاتی جنگ کے اثرات ونتائج کا جائزہ بھی لیا جائے۔اس مقصد کے لیے مخصوص اور مناسب حال طریقے وضع کیے جاتے ہیں۔ جنکے استعمال سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ:

(الف) کیا پیغام کامیابی سے اپنے ہدف تک پہنچ رہا ہے؟ (ب) کیا پیغام کو صحیح طور پر سمجھا بھی جارہا ہے؟

(ج) ہدف کی جانب سے زیادہ مثبت ردعمل کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

مندرجہ بالا اور اسی قسم کے دیگر سوالوں کے جوابات کا حصول آزاد معاشروں اور زمانہ امن میں نسبتاً آسان ہوتا ہے۔لیکن زمانہ جنگ میں اور دربند میں معاشروں کے بارے میں ایسی معلومات جمع کرنے کے لیے پوشیدہ ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں جہاں تک آزاد معاشروں کا تعلق ہے وہاں سے معلومات جمع کرنے کے لیے بالکل اسی طرح کے براہ راست طریقے استعمال کیے جاتے ہیں جو ہم اندرون ملک رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

نفسیاتی جنگ کے لیے تحقیق کی ضرورت: دور حاضر میں نفسیاتی جنگ کی اہمیت اور ضرورت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ امریکہ، یورپ اور بعض دیگر ممالک میں اس مقصد کے لیے باقاعدہ تحقیقاتی ادارے بن گئے ہیں۔جن میں ماہرین ہر اس موضوع پر تحقیق کر رہے ہیں جس کا تعلق کسی نہ کسی رنگ میں نفسیاتی جنگ سے ہوسکتا ہے اور تمام ایسی معلومات جمع کر رہے ہیں۔جن کی ضرورت نفسیات جنگ کے دوران پڑسکتی ہے۔یہ ادارے جن موضوعات پر باقاعدہ تحقیق کرتے ہیں ان میں سے چند اہم موضوع درج ذیل ہیں:

i۔ ہدف قوموں کے موجودہ سربراہوں اور سرکردہ افراد کے بارے میں تحقیقات

ii۔ ہدف قوموں کے مستقبل میں ہونیوالے امکانی سرکردہ افراد کے بارے میں تحقیقات

iii۔ ہدف قوموں کے ذرائع ابلاغ کے بارے میں تحقیقات

iv۔ ہدف قوموں کی معاشرتی اقدار ونظریات، رویوں اور انفرادی واجتماعی کردار کے بارے میں تحقیقات

ان موضوعات پر تحقیق کرنے کے علاوہ یہ ادارے تحقیقی کام کو بہتر اور مفید بنانے کے لیے بھی نئے اور کارآمد طریقے وضع کر رہے ہیں۔نیز نفسیاتی جنگ کو موثر بنانیکے لیے نئے آلات وذرائع تلاش کرنیکی منظم کوششیں بھی کررہے ہیں تاکہ نفسیاتی جنگ لڑنا زیادہ آسان، موثر اور نتیجہ خیز عمل بن جائے۔

سوال نمبر 14۔ قومی زندگی میں ابلاغ عامہ کے کردار کی وضاحت کریں۔

جواب: قومی زندگی میں ابلاغ عامہ کا کردار: قومی زندگی میں ابلاغ عامہ کے کردار سے انکار کی صورت ممکن نہیں۔ابلاغ عامہ میں نشریاتی اور پریس دونوں طرح کے ذرائع شامل ہیں جو ہماری قومی زندگی میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں:

نشریاتی ذرائع ابلاغ عامہ کا کردار اور اہمیت: نشریاتی ذرائع ابلاغ عامہ کا کردار اور اہمیت نشریاتی اداروں کے بارے میں مکمل آگاہی سے ہم پر واضح ہو جائے گی:

پاکستان میں ٹیلیویژن: پاکستان میں پہلا ٹیلیویژن اسٹیشن نومبر 1964ء میں لاہور میں قائم کیا گیا۔اس کے علاوہ دیگر اسٹیشن ہیں جن کی بدولت پورے ملک میں نشرواشاعت جاری ہے۔پاکستان میں ٹیلی ویژن کا کردار اور اہمیت بہت اہم ہے۔ٹیلیویژن پاکستان مختلف قسم کے پروگرامز کا بندوبست کرتی ہے۔ جن میں سیاسی، مذہبی، معاشرتی، اصلاحی، سپورٹس، ماحولیاتی، تعلیمی، فاصلاتی، اور دیگر پروگرام شامل ہیں۔اس کے علاوہ ٹیلی ویژن پر براہ راست سہولت کا بندوبست کرتی ہے دنیا میں کوئی بھی اختلافی پروگرام ہو یا افتتاحی براہ راست پیش کرتی ہے۔ہر گھنٹے بعد ٹیلیویژن پر خبریں براہ راست پیش کی جاتی ہیں۔فلمیں، اشتہارات، ڈرامے گانے اور دیگر پروگرام نشر ہوتے ہیں۔اس ٹیلی ویژن کی پاکستان میں بہت اہمیت ہے جس سے معاشرے میں تبدیلی آئی ہاور نت نئے فیشن بھی اس ہی کی بدولت ملے ہیں۔الیکشن مکمل طور پر براہ راست دکھایا جاتا ہے۔اور ہر قسم کی سرگرمیوں کا اصلاحی طور پر بندوبست کرتی ہے۔آغاز میں یہ ایک محدود ذریعہ ابلاغ تھا اور اس سے ہر آدمی فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔لیکن موجودہ دور میں پاکستان کی بیشتر آبادی اس سے استفادہ حاصل کر رہی ہے۔

فلم اور تھیٹر: فلم اور تھیٹر بہت اہم اور مقبول ذرائع ہیں انہوں نے بہت جلد مقام حاصل کیا اور عوام میں شہرت حاصل کی۔فلم اور تھیٹر دونوں میں لوگوں کیلئے ایک پیغام ہوتا ہے جن کا لوگوں پر بہت جلد اثر ہوتا ہے۔تھیٹر نے پاکستان میں بہت سے ڈرامہ نگاروں کو جنم دیا ہے اور علم وادب کو جلا بخشی۔تھیٹر میں بہت محنت اور حاضر جوابی کا کام ہے۔اور لوگوں کے ذہنوں کو اس کی وجہ سے سکون ملتا ہے اور معاشرے میں لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے۔حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ ان فنکاروں کو ہر سہولت دی جائے اور ان کی محنت کا صلہ ہر سال بعد میڈل کی صورت میں دیا جائے۔الغرض تھیٹر ابلاغ کا بہت بڑا ذریعہ ہے فلم نے بھی اپنی پہچان خود کروائی ہے۔پاکستان میں فلم کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔اور لوگوں میں شعور اجاگر کیا جاتا ہے لوگوں میں صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاتا ہے اور معاشرے میں اخلاقی کردار کو نمایاں کیا جاتا ہے اس لیے فلم پاکستان میں بہت مشہور اور مقبول ہے لیکن آج کل لوگ تین گھنٹوں تک فلم نہیں دیکھ سکتے اس لیے ٹیلیویژن کا رخ کیا ہے۔

کمپیوٹر اور وی سی آر: یہ دونوں بھی مفید ذرائع ابلاغ ہیں موجودہ دور میں کمپیوٹر نے ہر شعبے میں نام کمایا ہے اور اب ہر شعبہ اس کے بغیر مکمل نہیں کیونکہ کمپیوٹر میں تمام

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا ہے۔اور اس کو ترتیب میں رکھا جاتا ہے۔کمپیوٹر سے انٹرنیٹ کی بدولت ہر قسم کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔اور گھنٹوں کا کام منٹوں میں کیا جاسکتا ہے۔موجودہ دور میں اس کا بڑا اسکوپ ہے۔اور اس نے پاکستان اور پوری دنیا پر مفید اثرات مرتب ہوئے ہیں۔اس کو مثبت اور منفی دونوں طریقوں سے یوز کیا جاسکتا ہے۔اس سے ایسی ویب سائٹ بنائی جاسکتی ہیں اور پھر دوسری ویب سائٹ سے مدد لی جاسکتی ہے۔وی سی آر پر وگرامز کیسٹوں سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے یہ کیسٹیں محفوظ ہوجاتی ہیں جو کہ عرصہ دراز تک کام آسکتی ہیں۔پاکستان میں دونوں عوامل نے بڑی ترقی حاصل کی ہے اس لیے مفید ذرائع ابلاغ ہیں۔

ریڈیو کا کردار: پاکستان میں ٹیلیویژن کے بعد ریڈیو کا کردار آتا ہے ریڈیو پر اگر چہ تصویر نہیں آتی لیکن پھر بھی اس کی اہمیت اور کردار بہت زیادہ ہے وہ دیہات جہاں پر بجلی نہیں وہاں پر بھی ریڈیو کی سہولت سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ریڈیو کی ایجاد بہت اہم ہے۔1965ء کی جنگ میں ریڈیو نے اتنا بھر پور کردار ادا کیا ہے کہ ایک طرف تو فوجیوں میں جذبہ پیدا کیا اور دوسری طرف لوگوں کو ان کی مدد کے لیے تیار کیا اور لوگوں میں حب الوطنی اس طرح اجاگر کیا کہ مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔

اسکے علاوہ ریڈیو،پر ڈرامے،خبریں،موسیقی،اصلاحی پروگرامز کا بندوبست ہوتا ہے۔پاکستان میں اسٹیشن اسلام آباد سنٹر پر دن 7:00 تا 12:00 قرآن مجید کی تلاوت کا بندوبست ہوتا ہے اور بعد میں دیگر پروگرامز پرائیویٹ سنٹروں پر بھی ہر طرح کے پروگرامز نشر کیے جاتے ہیں۔

قومی زندگی میں پرنٹنگ پریس کا کردار: پرنٹنگ کا کردار بہت اہم ہے اس کی بدولت کتابیں،رسالے،کتابچے اور دیگر اخبارات ہر لحاظ سے اہم ہے۔

اخبارات کا کردار: اخبارات کا کردار کسی بھی ملک میں بہت اہم ہے جس کی اہمیت اور کردار اس کی خدمات سے واضح ہوتی ہے۔پاکستان مین ہر شہر سے اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔جن میں سرکاری اور نیم سرکاری اخبارات شامل ہیں بعض ممالک کیطرح واحد پاکستان بھی وہ ملک ہے جس میں صحافیوں کا سیاست دانوں کیساتھ ہر وقت رابطہ رہتا ہے اور ہر خبر کو حاصل کرتے ہیں حالانکہ اس عمل کی بدولت ان کو بعض اوقات زخمی بھی ہونا پڑتا ہے۔اخبار میں ہر قسم کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ہر اہم خبر کا مقام اعلیٰ ہوتا ہے ملک کی ہر سرگرمی کو اس میں نوٹ کیا جاتا ہے اور ہر منفی اور مثبت پہلو کو اجاگر کیا جاتا ہے۔اور معاشرے کو آئینہ دکھایا جاتا ہے اس لیے پریس کا کردار اور اہمیت پاکستان میں بہت اہم ہے۔

قومی تعمیر میں اشتہارات: اشتہارات ہر خبر اور سرگرمی کے لیے ملک میں اہم تصور کیے جاتے ہیں۔کیونکہ یہ ہر سرگرمی کر فروغ دیتے ہیں۔اور اسکی اہمیت میں اضافہ کرتے ہیں۔یہ تصادم اور مسابقت دونوں کو فروغ دے سکتے ہیں۔اور معاشرے میں مفید سرگرمیاں بھی فراہم کر سکتے ہیں۔ اشتہارات کا استعمال ہر موقع پر کیا جاتا ہے اور اس سے بے شمار فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔سیاست میں لاکھوں روپے کے اشتہارات کا بندوبست کیا جاتا ہے اور اسکے ذریعے اپنی کامیابی اور فتح کو عبارت کیا جاتا ہے اس لیے ہر شعبے میں ان کا کردار بہت اہم اور اہمیت واضح ہے۔اشتہارات کو اگر مفید پہلوؤں میں استعمال کیا جائے تو پاکستان میں تخریبی عناصر کو کم کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 15۔ ابلاغ میں تحقیق کی ضرورت اور اس کے دائرہ عمل کا تفصیلی جائزہ لیں۔

جواب: ***تحقیق کا مفہوم:*** لفظ تحقیق انگریزی لفظ ''ریسرچ'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔یعنی چھان بین کے بعد یقین کر لینا ہے اس کا مقصد ہے علم یا معلومات سے غلطی کو دور کرنا،صحیح بات دریافت کرنا اور عمومی معیار قائم کرنا،ایک مورخ ماضی کی تحقیق کر کے عہد یا شخصیت سے متعلق حقائق منظر عام پر لاتا ہے ایک صحافی مختلف واقعات اور کسی امور تحقیق کے بعد صحیح بات دریافت کر کے پیش کرتا ہے۔تحقیق کو سائنسی مطالعہ یا سائنسی تجزیہ کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔

تحقیق کی تعریف:

کوری: ''تحقیق تاریخی اعتبار سے نظری و عملی کام کی رفتار کو تیز کرنے کا نام ہے''

کلفورڈ ووڈی: ''تحقیق یونیورسٹی کی سرگرمیوں میں سے ایک اہم سرگرمی ہے جس میں پروفیسر کی شمولیت لازمی ہے۔''

موجودہ دور میں تحقیق کے عمل میں بہت وسعت آگئی ہے۔تحقیقی مقاصد کے لیے بڑے بڑے ادارے قائم ہوگئے ہیں۔حقائق یا اصول معلوم کرنے یا ان کی تصدیق کے لیے جانچ پڑتال اور چھان پھٹک کرنے کا عمل تحقیق کہلاتا ہے۔

تحقیق کی اقسام: تحقیق کی اقسام درج ذیل ہیں۔

1۔استنباطی تحقیق: اس سے مراد ہے کہ کھوج لگانا کوئی سابقہ عمل معلوم کرنا اور اس سے نتائج اخذ کرنا۔تجزیہ اس عمل کے لیے بہت ضروری ہے۔جس طرح مورخ ماضی کے ایک بادشاہ کے متعلق معلومات جمع کرتا ہے اور پھر انکو اچھی طرح پرکھتا ہے اور ان کو ایک درست مقام پر اکٹھا کرتا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ اس بادشاہ کا غلط کردار تصور کرے بعد میں آنے والا مورخ نئی معلومات پر عمل کر کے پہلے مورخ کو غلط قرار دیتا ہے۔کیونکہ ہوسکتا ہے کہ پہلا مورخ ذاتی رائے اور تعصب کو جنم دیا ہو۔اس لیے رائے غلط ہوگئی ہو اس کی کئی صورتیں ہیں لیکن حقیقت درست ہے۔

تجرباتی تحقیق: ہر معاملے میں تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے بعض تحقیق سمندروں کی تہہ میں ہو رہی ہے اور بعض تجربات آسمانوں کی بلندیوں پر ہو رہے ہیں او وقت

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر شعبے میں دن بدن نئی ایجادات ہو رہی ہیں اس تحقیق کو تجرباتی تحقیق کا نام دیا گیا ہے۔

تجرباتی عمرانی تحقیق: اس سے مراد معاشرے کو سمجھنا اور معاشرتی حقائق دریافت کرنا ہے اس میں انسانوں اور اداروں کے آپس میں تعلق پر بات کی جاتی ہے۔ معاشرے میں لوگوں کے کردار، حقوق و فرائض، معاملات، اور دیگر رجحانات پر بحث کی جاتی ہے۔

فنی یا تکنیکی تحقیق: اس کا دارومدار اخلاقی تحقیق پر ہوتا ہے اس میں انجینئرنگ، ٹیکنالوجی، زراعت اور صنعت کے بارے میں تحقیق اسی ذیل میں آتی ہے۔

خاص یا بنیادی تحقیق: اس سے مراد جب کوئی شخص تعلیمی تحقیق تعلیم کے اصولوں کو درستگی او تجرباتی طریقوں کے ذریعے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے گویا وہ تعلیم کی سائنس کے لیے بنیادی تحقیق میں مشغول ہوتا ہے۔

اطلاقی یا عملی تحقیق: جب بچوں کی درس و تدریس اور کمرہ جماعت کے مسائل پر غور کیا جائے کہ ان کو کس طرح درست کرنا ہے جو کہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس کو اطلاقی یا عملی تحقیق کہلاتی ہے۔ یہ عمل تعلیم سرگرمیوں کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے تا کہ تعلیم کا معیار بہتر ہو سکے۔

بیانیہ تحقیق: موجودہ حالات، حقائق واقعات کو صحیح طور پر بیان کرنا تا کہ اسکی حقیقت میں فرق نہ آئے نہ اس کا معیار بلند ہو جائے اور نہ اس کا معیار گر جائے اس لیے ضروری ہے کہ ہر معاملات کو بہتر طور پر پرکھا جائے اور اس کے ذریعے پروگراموں کی صورت حال واضح ہوتی ہے۔

ابلاغ میں تحقیق کی ضرورت: ابلاغ میں تحقیق کی ضرورت ہر قدم پر پیش آتی ہے۔ اخبارات و رسائل ہوں یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن یا کوئی اور ذریعہ ابلاغ ان سے جو کچھ بھی پیش کیا جائے اس کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ صحت کے لیے تحقیق ضروری ہے۔ تحقیق کی ضرورت واضح کرنے کے لیے مختلف صحافتی مندرجات یا ابلاغی اجزاء کو پیش نظر معلومات رکھنا ضروری ہے۔

خبریں: خبریں اخبار میں شائع ہوں یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے پیش کی جائیں ان کا صحیح اور معروضی ہونا ضروری ہے۔ بیرونی ملکوں سے متعلق خبروں میں باقی باتوں کے علاوہ ناموں اور مقامات کی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے حوالے کی مختلف کتب دیکھنی چاہئیں۔ مثلاً عربی یا فارسی نام انگریزی میں جا کر کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں فرانسیسی یا جرمن نام انگریزی کے توسط سے آئیں تو ان کا تلفظ تحقیق طلب بن جاتا ہے۔ اگر حوالے کی کتب سے مسئلہ حل نہ ہو تو مختلف ذرائع سے آنے والی خبروں کو بغور پڑھ کر صحیح تلفظ جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنے ملک کی خبریں اگر غیر ملکی زبان کے ذریعے ملیں تو ان میں بھی ناموں اور مقامات کی صحت کے بارے میں تحقیق کرنا پڑتی ہے۔

خبروں کا پس منظر: بہت سی خبریں ایسی ہوتی ہیں جن کا پس منظر دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے تحقیق درکار ہے۔ مثلاً دنیا کے کسی حصے میں ہونے والی جنگ بند ہونے کی خبر انتہائی مختصر صورت میں ملتی ہے۔ اس خبر کو جامع بنانے کے لیے ضروری ہے کہ جنگ کا پورا پس منظر اور فریقین کے بارے میں ضروری کوائف بھی خبر میں شامل کیے جائیں۔ گویا خبر کو جامع بنانے کے لیے تحقیق کی ضرورت ہے۔ کوئی مشہور شخصیت دنیا سے رخصت ہو جاتی ہے تو تحقیق کے بعد اس کی زندگی کے بارے میں جامع معلومات خبر میں شامل کرنا ہوں گی۔ یہ پبلسٹی اور پراپیگنڈہ کا دور ہے۔ عالمی سطح پر مختلف نظریات اور اقوام کے درمیان آویزش جاری ہے۔ ہر قوم ذرائع ابلاغ عام کو پراپیگنڈہ کیلیے بھی استعمال کرتی ہے۔ چنانچہ خبروں اور دوسرے صحافتی مندرجات یا ابلاغی اجزاء کو پراپیگنڈہ اور پبلسٹی سے پاک کرنے کے لیے بھی تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔

اداریے: اداریے افتتاحیوں کی صورت میں ہوں یا شذرات کی شکل میں ان کی اہم معاملات و سائل پر رائے زنی کی جاتی ہے اخبار میں ادارتی صفحے کو اخبار کی روح کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اداریہ نویس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ بہت وسیع ہو اور وہ مکمل تحقیق کے بعد اداریہ لکھے۔ بعض اوقات اسے مختلف حلقوں، افراد، رہنماؤں یا جماعتوں کی آراء میں کمزوریوں کو واضح کرنا ہوتا ہے۔ غلط باتوں کی نشاندہی کرنا ہوتی ہے۔ اعدادوشمار اور واقعات کی تائید یا تردید کرنی ہوتی ہے ظاہر ہے کہ وہ ہمہ دان نہیں ہوتا اس کے اداریوں کی بنیاد تحقیق پر ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لیے اداریہ نویس کے پاس ایسے ذرائع موجود ہونے چاہئیں۔ کہ وہ جلد تحقیق کر کے زیر بحث مسئلے پر صحیح تبصرہ کر سکے۔ اس دور میں حوالے کی کتب اور مستند دستاویزات بڑی تعداد میں میسر ہیں۔ انکے مطالعے سے صحیح معلومات میسر آ سکتی ہیں ریڈیو سے خبروں پر تبصرے نشر ہوتے ہیں اور ٹیلی ویژن سے حالات حاضرہ کے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ انکی حیثیت اصل میں صوتی اداروں کی ہوتی ہے تبصرے یا بحث کے لیے بھی تحقیق کی ضرورت چنانچہ مبصر کو زیر تبصرہ معاملے پر ہر پہلو سے صحیح معلومات جمع کرنی پڑتی ہیں۔

مضامین: اخبارات میں اداریوں کے علاوہ مضامین بھی شائع ہوتے ہیں جن میں مختلف عصری معاملات و مسائل پر بحث کی جاتی ہے یہ مضامین اخبارات سے وابستہ صحافی بھی لکھتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو مختلف علوم کے ماہر ہوتے ہیں۔ مگر اخبار کے ساتھ ان کی باقاعدہ وابستگی نہیں ہوتی یہ مضامین سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، تہذیبی، تمدنی، تعلیمی، لسانی، ثقافتی، غرض ہر طرح کے موضوعات کے بارے میں ہوتے ہیں۔ اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ تحقیقی مضامین ہوتے ہیں جو متعلقہ موضوع پر تنقیدی مطالعے کے بعد لکھے جاتے ہیں اگر مضمون لکھتے وقت مکمل تحقیق نہ کی جائے اور مندرجات کی صحت کا پورا خیال نہ رکھا جائے تو متعلقہ مضمون پر اعتراضات ہوتے ہیں۔ اخبارات میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ مضامین پوری تحقیق کے بعد لکھے جائیں۔ ریڈیو سے مختلف موضوعات پر ہونے والی تقاریر یا ٹیلی ویژن پر ہونے والے مباحثے بھی تکنیکی اعتبار سے مضامین ہی کی ذیل میں آتے ہیں۔ اس لیے ان کا بھی تحقیق پر مبنی ہونا ضروری ہے۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس۔ گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کالم: آج کل اخبارات میں کئی طرح کے کالم شائع ہوتے ہیں۔ مثلاً مذہبی، مزاحیہ، ادبی اور معاشرتی کالم وغیرہ اگرچہ کالم نویس کالم اپنے منفرد انداز میں پانے محسوسات، جذبات اور نظریات کے حوالے سے لکھتے ہیں تاہم ان میں بھی جو معلومات پیش کی جاتی ہیں ان کی صحت کی ضمانت تحقیق ہی مہیا کرتی ہے۔ کالم نویس کو یحق ضرور حاصل ہے کہ وہ اپنے منفرد انداز میں کالم لکھے۔ اس میں اپنے نظریات اور محسوسات پیش کرنے۔ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ لیکن وہ جس معاملے، موضوع اور واقعے کو اپنے کالم کی بنیاد بناتا ہے اس کی صحت کے بارے میں تحقیق ضروری ہے۔ اسی طرح وہ اپنے کالم میں جو معلومات اور کوائف پیش کرتا ہے ان کا صحیح ہونا لازمی ہے۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ وہ کالم پوری تحقیق کرنے کے بعد لکھے۔ علم، ادب، فنون اور زندگی کے دوسرے مختلف شعبوں کے بارے میں حوالے تحقیق ہی سے مستند بنتے ہیں۔ بعض اوقات اخبارات میں ''اعتذار یا تصیح'' کی صورت میں بعض غلطیوں کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ یہ غلطیاں اسی لیے ہوتی ہیں کہ بعض اوقات خبروں کو شائع کرتے وقت ضروری تحقیق نہیں کی جاتی۔

فیچر: اس دور میں فیچر نے بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ اردو صحافت میں ''فیچر'' کو بطور خاص نمایاں مقام مل چکا ہے۔ ریڈیو، اور ٹیلی ویژن سے بھی بعض پروگرام اس انداز سے پیش کیے جاتے ہیں کہ وہ صوتی اور سمعی و بصری فیچر کہلا سکتے ہیں۔ کالم نویس کی طرح فیچر نگار کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مخصوص اور منفرد انداز میں فیچر لکھے۔ لیکن وہ جس موضوع کو بھی فیچر کی بنیاد بنائے اس کے بارے میں صحیح اور مستند معلومات پیش کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لیے تحقیق ضروری ہوتی ہے۔ ایک کالم کو تو کسی حد تک شخصی قرار دیا جا تا سکتا ہے۔ اور کالم نویس اگر معروضیت سے کسی قدر انحراف کرتا ہے تو اسے روا سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن فیچر لکھنے والا صرف انداز بیان کی حد تک فیچر کو شخصی بنا سکتا ہے۔ لیکن فیچر میں دی گئی معلومات کا صحیح ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ ضرورت صحت تحقیق کا تقاضا کرتی ہے۔ بعض صحافتی مندرجات یا نشری پروگرام ایسے ہوتے ہیں جن کو متفرق قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً انٹرویو، مکتوبات، خطوط بنام مدیر، ریڈیوں / ٹیلی ویژن پروگراموں، ڈراموں، ثقافتی تقریبات اور کھیلوں وغیرہ پر مبصرین اپنے اپنے انداز میں تبصرہ کرتے ہیں۔ ان سب میں مبصر کا انفرادی رنگ ہوسکتا ہے لیکن وہ کوئی ایسی بات لکھنے یا کہنے کا مجاز نہیں جو واقعاتی طور پر صحیح نہ ہو۔ انٹرویو کے معاملے میں انٹرویو کرنے والے اور انٹرویو دینے والے، دونوں کیلیے تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے۔ انٹرویو کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ جو سوال کرے وہ غیر متعلقہ نہ ہو، غلط معلومات پر مبنی نہ ہو اور اس کے سیاق وسباق صحیح ہوں۔ اسی طرح انٹرویو دینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ جو کچھ کہے وہ تاریخی اور واقعاتی لحاظ سے درست ہو۔ بعض معاملات میں وہ اپنی مخصوص رائے، نظریے یا سوچ کا اظہار کر سکتا ہے۔ لیکن دوسرے معاملات میں وہ جو کچھ کہے اس میں صحت اور معروضیت کی بنیاد ہمیشہ تحقیق پر ہوتی ہے۔

سوال نمبر 16۔ موثر ابلاغ کے تقاضے بیان کریں۔ (20)

جواب۔

ابلاغی عمل کے عناصر سے مراد اس کے وہ بنیادی تقاضے ہیں جو اس کو عام فہم میں مکمل بناتے ہیں کوئی پیغام دینے کے بعد اس کی کامیابی کی مکمل تصیح نہیں کی جا سکتی جب تک اس پر نظر ثانی نہ کی جائے اس عمل کے دوران پیغام رساں اور اس کے وصول کرنے والے دونوں پر لازم ہوتا ہے اس کو اغلاط سے پاک کرنا چاہیے اس کا بہتر اور پہلا عنصر یہ ہے کہ اس پر مکمل توجہ دے کر اس کی پروف کی جائے موثر ابلاغ میں اس بات کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ یہ خبر کس قدر جاذب نظر یا معمولات پر اثر ڈالنے والی ہوگی پھر بھی کوشش یہی کرنی کہ وہ معاشرے کے حالات واقعات سے بھی مطابقت رکھتے ہوں۔ پیغام رساں اور ع اس کی صورت ایسی ہونی چاہیے کہ سامع یا قاری کی توجہ اپنی طرف بھی مبذول کرائی جائے۔ اس کے علاوہ پیغام کا مطلب سمجھانے کے لیے ضروری ہے کہ پیغام دینے والا ایسے الفاظ علامتیں، تشبیہیں، اور ع استعارے استعمال میں لائے جن کے متعلق اس کے سامعین اور عاس کے اپنے تجربات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہوتا کہ ابلاغ کا عمل موئثر اور جاندار ہو سکے اور سب کو سمجھنے میں بھی آسانی پیدا ہو۔

مؤثر ابلاغ: عام الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابلاغ کا مقصد دراصل پیغام وصول کرنے والے کے رویے میں تبدیلی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ابلاغ کا بنیادی مقصد دراصل رویئے میں تبدیلی ہے رویے میں تبدیلی ابلاغ کے اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے دوسرے الفاظ میں ابلاغ کے پیغامات کی تیاری کا ایک طریقہ کار ہونا چاہیے جس کی بدولت ہم اندازوں اور اذہان میں بہتری لا سکتے ہیں پیغام ترتیب دیتے ہوقت متعلقہ لوگوں کا ماحول اوعران کی ذہنی سطح کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے ایسے الفاظ، علامتیں، اشتعارات، اور تشبیہات نہ استعمال کیے جائے جن سے لوگ نا اشنا ہوں۔ مئوثر ابلاغ کے عمل میں پیغام ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مثلاً اگر آپ کسی ایسی چیز کا نام لیتے ہیں جس سے متعلقہ سامعین آگاہ نہیں، انہیں اس شے کا علم یا تجربہ بھی نہیں ہے تو ابلاغ کا مقصد اور اس کا مطلب ناکامی سے دوچار ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ کسی ایسی چیز کا نام لیتے ہیں جس سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد آشنا بھی ہوا اور اس سے مانوس بھی ہے تب جا کر اس سے متعلق کوئی بھی خبر ابلاغ کے لیے مئوثر اور جاندار ثابت ہوگی۔ ان تمام عوامل کی روشنی میں ابلاغ کے چند تقاضیاں کیے جا سکتے ہیں اور انہی کو ابلاغ کا مقصد بنا کر استعمال کیا جا سکتا ہے ابلاغ کے بنیادی اور اہم تقاضے درج ذیل ہیں۔

ابلاغ کے مؤثر تقاضے۔

ابلاغ کا عمل ہر حال میں اختتام کا متلاشی بھی ہوتا ہے اور اسے ہر حال میں لوگوں تک اپنی کارستانی اور پہچان کو ممکن بنانا ہوتا ہے اس لیے وہ تمام محرکات جو محتاط سے پیش کیے جا سکتے ہیں مئوثر ابلاغ کا خاصہ ہو سکتے ہیں مئوثر ابلاغ کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں سے لیکر اس عمل میں شامل تمام افراد کو مثبت سوچ کے ساتھ اس عمل

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام ڈی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03345504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام ، بی اے بی کام ، بی ایڈ ، بی ایس ، ایم اے ایم ایڈ ، ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشتقاتی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

کو جاری وساری رکھان چاہیے۔ابلاغ کے مؤثر تقاضوں میں چند بنیادی اور چیدہ چیدہ عوام درکار ہوتے ہیں۔

زبان کا استعمال۔ کرہ ارض پر سینکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں۔ان کے الگ الگ الفاظ اور جدا مفہوم ومطالب ہوسکتے ہیں زبان تحریری بھی ہوسکتی ہے اور محض بول چال کے لیے بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔اشاروں سے بھی زبان کا کام لیا جاسکتا ہے اور گرافکس سے بھی غرض ابلاغ کے عمل میں زبان رکاوٹ بھی بن سکتی ہے۔اور معاون بھی۔اگر یہ سننے والے کی سمجھ سے بالا ہے تو یہ رکاوٹ ہے اور اگر زبان کے الفاظ اس کے تجربے میں شامل ہیں اور سننے والے کو صحیح فہم و ادراک عطا کرتے ہیں تو پھر یہی زبان معاون کا کردار ادا کرتی ہے۔

سماجی اور اقتصادی پہلو۔ ابلاغ کے مؤثر ہونے کا دارومدار معاشرے کے محرکات اور اس کے بنیادی پہلوؤں پر بھی مبنی ہوسکتی ہے۔مؤثر ابلاغ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ پیغام رساں کو سامع استعمال اور اسے حاصل کرنے کے لیے ابلاغ کے کن کن ذرائع کا استعمال کرنا لازمی اور ممکن ہوسکتا ہے۔عام طور پر ابلاغ کی دو بنیادی رکاوٹیں ہیں جن کی تفصیل اور احوال کچھ یوں ہے

نفسیاتی پہلو۔ اگر پیغام دینے اور وصول کرنے والوں کے تجربات،علم اور مطالعہ میں ہم آہنگی نہ پائی جائے تو یہ ابلاغ کی نفسیاتی رکاوٹوں میں سے ایک بڑی رکاوٹ ہے ایک سائنسدان نیوٹن کے قانون پر لیکچر دے رہا ہو اور اس کے سامنے ناخواندہ افراد بیٹھے ہیں ایسی صورت میں ابلاغ ناکام ہوگا۔کیونکہ منزل اور ماخذ کی علم،تجربات اور مطالعے وغیرہ میں ہم آہنگی کا فقدان ہے جس کے نتیجے میں ابلاغ ناکام ہوا لیکن اگر یہی لیکچر ایم اس سی فزکس کے طلبہ کو دیا جائے تو ابلاغ کامیاب ہوگا۔کیونکہ منزل اور ماخذ کے تجربات اور مطالعے میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔اس طرح اگر کوئی سیاست دان دیہات میں جا کر تقریر کرنا چاہے تو اس کی تقریر اس وقت لوگوں پر اثر کرے گی جو وہ دیہاتیوں کے علم اور شعور کے پیمانے کے مطابق الفاظ استعمال کرے۔ابلاغ کو کامیاب بنانے اور اس قسم کی رکاوٹ پر غلبہ پانے کے لیے ضروری ہے کہ پیغام دینے والے اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ وہ جس طبقے کو پیغام دے رہے ہیں وہ اس طبقے کے علم شعور،اور عقل کے عین مطابق بھی ہو تبھی جا کر ابلاغ کا اصل مقصد صحیح معنوں میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ذہنی پس منظر۔ ابلاغ کی راہ میں ایک اور اہم اور بڑی رکاوٹ ذہنی پس منظر بھی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ پیغام دینے والا کسی چیز یا واقعے کو اپنے انداز فکر یا تصور سے دیکھتا ہے جب کہ اسی چیز یا واقعے کو پیغام وصول کرنے والا اپنے انداز فکر اور تصور کے مطابق دیکھتا ہے۔یعنی دونوں کی اپنی اپنی سوچ ہے اور سمجھنے کا زاویہ ہے اور اس زاویہ کے مطابق وہ پیغام کو اپنے الگ رنگ سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے بعض اوقات یا تو ابلاغ کی اس خبر یا پیغام کا مطلب بدل جاتا ہے یہ فوت ہو جاتا ہے اور مقاصد کے تعین میں بھی دشواری پیش آتی ہے سمجھانے والا کچھ بتانا چاہتا ہے لیکن دونوں اطراف سے اپنی بساط کے مطابق اسے کچھ معنوں میں استعمال کیا جانے لگا ہے یہ عمل بھی ابلاغ کی وجہ سے ہی پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات آپس میں غلط فہمیاں یا بات کو صحیح طور پر نہ سمجھانے سے بھی یہ تاثر پیدا ہو جاتا ہے جو ابلاغ کی نفسیاتی رکاوٹوں میں ایک اہم اور بنیادی مسئلہ سمجھا جا سکتا ہے۔چیز نے سماجی ذمہ داری کے نظریہ کو تقویت بخشی۔عوام کی حکومت کا سب سے بڑا دعویدار مفکر جیفرسن جو ''اخبارات سے محروم حکومت'' پر ''حکومت کے بغیر اخبارات'' کو ترجیح دیتا تھا، مزاج ہونا چاہیے اس کا مطلب یہی ہوگا کہ پیغام رساں اپنے سامعین سے واقف ہیں۔ان کی بود و باش اور ان کی سماجی و اقتصادی درجہ بندی سے آگاہ ہے۔وہ اس لحاظ سے بھی کامیاب ہیکوشش کرتی ہے کہ ان کا امیدوار عوام یا اس علاقے کے لوگوں کی امیدوں پر پورا اترے گا۔یہ تمام باتیں ابلاغ میں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ان کے لیے اپنے مقاصد کا اور ابلاغ کو مؤثر بنا سکتا ہے کہ وہ سامع کی زبان،اقدار،لباس اور عقیدہ سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔پیغام رساں کو بروقت بامعنی اور معروضی صورت حال کے عین مطابق ابلاغ کرنا چاہیے جب اسے یقین ہو جائے کہ ابلاغ کی تمام رکاوٹیں دور کر دی گئی ہیں اس کے لیے مناسب ذرائع ابلاغ کا چناؤ بھی کر لیا گیا ہے۔اور وہ پیغام جو اچھی طرح سے خوبصورت کر کے پیش کیا جانا تھا وہ اپنے پایا تکمیل تک بھی پہنچا دیا گیا ہے تو ابلاغی رکاوٹ کا یہ مسئلہ سماجی پہلوؤں کے حل میں مددگار بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

پیغام رسانی کا عمل۔ مؤثر ابلاغ کے لیے اہم اور بنیادی عمل یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ تمام تر پہلوؤں کے باوجود ابلاغ کے عمل کو پایا تکمیل تک پہنچانے کے لیے اس عمل کو کس طرح دیرپا اور جاندار بنایا جائے تاکہ کسی بھی قسم کی رکاوٹ کا کبھی بھی وقت اندیشہ نہ ہوسکے مزید براں بعض اوقات لوگوں میں یہ بھی خام خیالی پائی جاتی ہے کہ ابلاغ کے عمل میں آنے والی خبریں سچی بھی ہیں یا بے بنیاد بنا کر پیش کی جاتی ہے خصوصاً جب کسی پارٹی یا شخص کے بارے میں کسی بھی قسم کا پروپیگنڈہ بنایا جا رہا ہو تو یہ سوال سب سے پہلے ذہن میں آتا ہے کہ آیا اس شخص کے لیے کہی جانے والی بات یا اس کے خلاف بات سچ پر بھی مبنی ہے یا اس کا وجود ہی نہیں ہے اس عمل کو پایا دار اور جاندار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ابلاغ میں حقائق کو کسی بھی صورت میں چھپانے کی کوشش نہ کی جائے نہ ہی کسی بھی صورت میں کسی گروہ یا حکومت کے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھ کر کوئی خبر چھاپی جائے اس کا بہترین حل بھی یہی ہے کہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ بیان کیا جائے تاکہ لوگوں میں انارکی اور تفرقے کے تعصب کی نفی کے ساتھ ساتھ اعتماد کی فضا برقرار رہے اس کا سب سے بڑا فائدہ ہر حال میں ابلاغ کو ہی ہوگا اور مواصلات کے ساتھ ساتھ ابلاغی عمل میں بھی ترقی آتی جائے گی۔

سوال نمبر 17۔ پاکستان میں ریڈیو اور ٹی وی کی تاریخ کا تفصیلی جائزہ لیں۔ (20)

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

جواب۔

ریڈیو کا ارتقائی سفر:

ٹیلی فون کی ایجاد نے مواصلات اور ابلاغ کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔ ٹیلی فون کی تار جہاں تک پہنچتی تھی وہاں تک آسانی کے ساتھ بات پہنچائی اور سنی جا سکتی تھی۔ لیکن ''تار'' کے بغیر گفتگو ممکن نہیں تھی ٹیلیگراف نے بھی اطلاعات و پیغامات کی جلد ترسیل میں اہم کردار ادا کیا تھا لیکن اصل ضرورت ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ تار کے واسطہ کے بغیر بات فاصلے تک پہنچائی جا سکے اٹلی میں مارکونی نے 1885ء میں اس ضرورت کی طرف پہلا قدم اٹھایا اور ریڈیو اپنی ابتدائی صورت میں ایجاد ہوا ٹرانسٹر اور ریسیور کو ایک باقاعدہ صورت اختیار کرنے میں کچھ مزید مدت صرف ہوئی۔ 1906ء میں محدود پیمانے پر ریڈیو کا استعمال شروع ہو گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران ریڈیو کو جنگی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا گیا لیکن محدود دائرے میں صرف پیغام رسانی کی حد تک۔ باقاعدہ اور منظم انداز میں ریڈیو نشریات کا آغاز 1920ء میں ہوا 1924ء تک کئی ملکوں میں ریڈیو سٹیشن قائم ہو گئے رفتہ رفتہ ان کی نشریات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ نشریات کے اوقات میں اضافہ ہوتا گیا اور اس کا معیار بھی بہتر سے بہتر ہوتا گیا۔ 1925ء کے اواخر تک دنیا کے مختلف ملکوں میں چھ سو ریڈیو سٹیشن قائم ہو چکے تھے جبکہ 1935ء تک یہ تعداد تیرہ سو اور 1960ء تک دس ہزار ہو گئی۔ اس وقت صرف شمالی امریکہ میں دس ہزار ریڈیو سٹیشن کام کر رہے ہیں۔

ریڈیو پاکستان کا ارتقائی سفر:

پاکستان معرض وجود میں آیا تو کراچی اس کا دارالحکومت قرار پایا۔ لیکن یہاں کوئی ریڈیو سٹیشن نہیں تھا۔ چنانچہ 1948ء میں کراچی میں ریڈیو سٹیشن قائم ہوا جو ریڈیو پاکستان کا مرکزی سٹیشن بن گیا۔ 1950ء میں راولپنڈی میں 1955ء میں حیدر آباد میں 1956ء میں کوئٹہ میں ریڈیو سٹیشن قائم ہوئے۔ ملتان ریڈیو سٹیشن کا قیام 1970ء میں عمل میں آیا اس وقت پاکستان میں ریڈیو سٹیشنوں کی تعداد 25 ہے۔ پاکستان جن علاقوں پر مشتمل ہے ان میں ریڈیائی نشریات کی عمر نصف صدی سے زائد ہو چکی ہے۔ سولہ دسمبر 1937ء کو لاہور میں پہلا ریڈیو سٹیشن قائم ہوا۔ سولہ دسمبر 1978ء کو ملک میں اس کی گولڈن جوبلی منائی گئی۔ یہ ریڈیو سٹیشن صرف پانچ کلوواٹ کے میڈیم ویو ٹرانسمٹر سے کیس تھا۔ اس کی نشریات کا دائرہ اردگرد صرف پینتیس میل تک تھا۔

قیام پاکستان کے بعد ریڈیو پاکستان: قیام پاکستان کا اعلان لاہور ریڈیو سٹیشن ہی سے ہوا۔ 13 اگست 1947ء کی رات کے بارہ بجے چودہ اگست کے ابتدائی لمحات میں یہ الفاظ ہوا میں تحلیل ہوئے ''یہ پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس ہے''۔ اس کے بعد قیام پاکستان کا مبارک اعلان کیا گیا بعد ازاں پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس بجائے ''ریڈیو پاکستان کے الفاظ رائج کیے گئے'' ابتداء میں نشریات تین مجالس پر مشتمل ہوتی تھی جو صبح دوپہر اور رات کو ہوتی تھیں۔ پاکستان معرض وجود میں آیا تو صرف دو ریڈیو سٹیشن تھے جن کی نشریات کا دائرہ محدود تھا صرف چھ فیصد علاقہ اور دس فیصد آبادی نشریات کی رسائی کے دائرے میں تھے۔ اس آبادی میں بھی بہت کم لوگوں کے پاس ریڈیو سیٹ تھے۔ اس زمانے میں ریڈیو سیٹ رکھنا امارت اور بلند سماجی حیثیت کی علامت تھا۔

درمیانی دور:

ریڈیو سٹیشن اپنے اپنے پروگرام اور خبر بلٹن ترتیب دیتے اور نشر کرتے۔ اب پاکستان میں ذرائع ابلاغ کو ترقی دینے کی ضرورت تھی اس وقت ہمارے ہاں ٹیلی وژن کا تصور بھی موجود نہیں تھا اخبارات نجی ملکیت میں تھے اور نئے تقاضوں کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہے تھے ریڈیو کو یا سرکاری ذریعہ ابلاغ تھا۔ چنانچہ حکومت نے اس کو ترقی دنے کا فیصلہ کیا۔ 1948ء میں کراچی میں پچاس کوواٹ کا شاٹ ویو ٹرانسمٹر نصب ہوا۔ اس زمانے میں پاکستان کا مرکزی دارالحکومت کراچی تھا۔ چنانچہ کراچی ریڈیو پاکستان کا صدر دفتر بنا۔ اس کے بعد کوئٹہ، راولپنڈی، اور حیدر آباد میں بھی ریڈیو سٹیشن قائم ہو گئے۔

پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کا قیام:

ریڈیو پاکستان مکمل طور پر وزارت اطلاعات کے تحت تھا۔ یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ریڈیو کو ایک کارپوریشن کی صورت دی جائے اور اس پر حکومت کی اجارہ داری ختم کی جائے۔ اس مقصد کے لیے پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ ریڈیو کے پروگراموں کی تشکیل میں غیر سرکاری افراد کو بھی شامل کیا جائے۔ پروگراموں کو عوامی امنگوں اور آرزوؤں کے مطابق بنایا جائے اور ریڈیو کے انتظامی امور کو بہتر بنایا جائے۔ 19 دسمبر 1972ء کو پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ اس طرح ریڈیو پاکستان براڈ کاسٹنگ کرپوریشن میں تبدیل ہو گیا۔ اس فیصلے کے تحت مندرجہ ذیل تبدیلیاں عمل میں آئیں۔

☆۔ ریڈیو انتظامیہ کو مختلف حصوں میں تبدیل ہو گیا۔ ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز تشکیل دیا گیا ہے جیسے ڈائریکٹر نیوز ڈائریکٹر پروگرامز ڈائریکٹر فنانس وغیرہ۔ ہر ڈائریکٹر کو اپنے شعبے کے تمام معاملات کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔

☆۔ انتظامیہ کا ایک الگ شعبہ قائم کیا گیا اور اس کو بھی ایک ڈائریکٹر کے ماتحت کر دیا گیا۔ اگر چہ ان اقدامات سے ریڈیو کے نظم و نسق اور پروگراموں میں کچھ بہتری پیدا ہوئی مگر عملاً حکومت کا کنٹرول برقرار رہا۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن وزارت اطلاعات و نشریات کے ماتحت ہے۔

ٹیلی ویژن صحافت:

یہ سچ ہے کہ ٹیلی ویژن نے صحافت کو حقیقت کا رنگ دیا اور الفاظ کے علاوہ لوگوں کو واقعات پر یقین کرنے کو پر مجبور کیا صنعتی اور مصروف زندگی کے اس دور

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میں ٹیلی ویژن نے اپنی نمائندگی سے لوگوں میں شعور کو بھی اُجاگر کیا اور انہیں جلد سے جلد خبروں کی ترسیل کا کام بھی بخوبی ادا کرنے کے قابل بنایا۔ ٹیلی ویژن کی جدید ٹیکنالوجی کو صحافت میں اس لئے فوقیت حاصل ہے کہ وہ کسی واقعے کو اسی انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جس طرح وہ رونما ہوا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیلی ویژن نے دور دراز علاقوں تک اپنی رسائی کو ممکن بنایا اس کے علاوہ مواصلاتی سیارے کے ذریعے بین البراعظمی ٹیلی ویژن نشریات کی بدولت ٹیلی ویژن صحافت اپنے درجہ کمال کو جا پہنچی ہے موجودہ دور میں ٹیلی ویژن صحافت میں اس قدر وسعت آ گئی ہے کہ لوگ اسے اپنی کمزوری سمجھنے لگے ہیں اس کے باوجود اخباری صحافت کی صنعت کی مقبولیت اور وسعت میں کمی نہیں آئی عالمی خبروں سے لیکر واقعات کے حقیقی تصاویر کا خاکہ جتنا اچھا ٹیلی ویژن کھینچ سکتا ہے اتنا کوئی بھی دوسرا ذریعہ نہیں مہیا کر سکتا ہے دور جدید میں مختلف ٹیلی ویژن چینلز کی آمد نے صحافت کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے اور اسے ٹیکنالوجی کی دنیا میں ایک اہم پیش رفت کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ ٹیلی ویژن صحافت میں تصویری امکانات، عالمی خبروں کی پیش کش، حالات حاضرہ پر مختلف موضوعاتی تبصرے، کھیلوں کی خبریں، موسم کے حال پر مبنی خبریں اور مقامی حالات و واقعات کی خبروں نے صحافت میں مزید نئے رجحانات کو جنم دیا اور اس کی ترقی میں اضافہ کیا۔

ابلاغی ذریعہ:

دوسرے ذرائع ابلاغ سے ٹیلی ویژن کے موازنے سے جہاں اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہاں یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ مجموعی طور پر ٹیلی ویژن ابلاغ ریڈیو اور اخباری ابلاغ پر حاوی ہے۔ دنیا بھر میں کیے جانے والے ابلاغی جائزے کے نتائج سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ٹیلی ویژن اس وقت دنیا کا موثر ترین ذریعہ ابلاغ ہے جو ایک ہی وقت میں بچوں، نوجوانوں اور بڑی عمر کے لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ٹیلی ویژن سے ان پڑھ کم فہم، اندھے اور بہرے افراد بھی ابلاغ حاصل کر سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر تصویر ابلاغ کی وجہ سے ٹیلی ویژن کو دوسرے ذرائع ابلاغ پر سبقت حاصل ہے۔

پاکستان میں ٹیلی ویژن کی اہمیت: اسلامی دنیا پر ٹیلی ویژن نے بہت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں ان اثرات کو ہم ایک عجیب و غریب اور منفرد آئینے میں دیکھ سکتے ہیں۔ اسلامی دنیا میں ٹیلی ویژن کی ساخت اشتراکی ممالک اور مغربی ممالک کا آمیزہ نظر آتی ہے۔ دنیا بھی میں مسلم ممالک میں کہیں فوجی حکومتیں ہیں، کہیں موروثی بادشاہتیں، کہیں ایک جماعتی مطلق افغان حکومتیں اور کہیں برائے نام جمہوری حکومتیں نتیجتاً ان ممالک میں ٹیلی ویژن کا انداز و اسلوب یا ماڈل کم و بیش اشتراکی ممالک کے ریاستی کنٹرول سے مشابہ ہے۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام ایف اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔